يد الله على الجماعة ترمذی لا جماعة الا بامارة دارمی

بسم الله الرحمن الرحيم

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان

بانی: مجتہد العصر محقق دوراں حجۃ العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ

بقا: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ

حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

نگران اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 59 | شمارہ 12 | جمعۃ المبارک 16 تا 22 جنوری 2015ء | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

توکل

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ''اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' ظاہری اسباب پر انحصار کیے بغیر اللہ وحدہ لاشریک کے فضل وکرم پر مکمل بھروسہ کرنے کا نام توکل ہے۔ یوں تو دنیا کا سارا نظام ہی سلسلۂ اسباب میں جکڑا ہوا ہے مگر مومن کی یہ صفت ہے کہ وہ اسباب کی طرف نہیں بلکہ مسبب الاسباب کی طرف نگاہ رکھتا ہے اسی کی رحمت وفضل کا منتظر رہتا ہے کیونکہ ارشاد ربانی ہے: وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ''جو آدمی اللہ پر بھروسہ کرے اللہ اُسے کافی ہو جاتا ہے۔'' ایمان کا ایک بنیادی تقاضا یہ بھی ہے کہ ہم جس اللہ پر ایمان لائے ہیں اس کے وعدے پر پورا یقین رکھیں، اگر ہمیں اس کے وعدے پر بھروسہ نہیں تو سمجھ لیجیے ہمارا ایمان ناقص ہے، دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیں کہ توکل تکمیل ایمان کی کسوٹی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ''مومنوں کو صرف اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔''

اسی طرح وہ لوگ جو اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ سے حاجتیں طلب کرتے ہیں انھیں مخاطب کرکے اللہ فرماتے ہیں تم کیا سمجھتے ہو: اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ۔ ''اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں؟'' یقیناً جو انسان اللہ پر مکمل بھروسہ و توکل کر لیتا ہے وہ اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا بلکہ بعض اوقات ایسے طریقوں سے اس کی حاجت روائی کرتا ہے کہ انسان خود حیران و ششدر ہو کر رہ جاتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ''اور وہ اپنے بندوں کو ایسے ایسے طریقوں سے رزق پہنچاتا ہے جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتے۔'' باوجود اس کے اگر کوئی انسان خالق کو چھوڑ کر مخلوق سے حاجت روائی و مشکل کشائی کی خواہش رکھے تو یہ اس کی بدقسمتی کی انتہاء ہے۔ اگر انسان اپنی سوچ اور ظاہری اسباب ہی پر قناعت کرلے تو پھر بے قراری اور اضطرابی کیفیت کبھی ختم نہیں ہوتی لیکن اس کے برعکس کیا ہی اچھا ہو کہ انسان اپنے تمام تر معاملات اللہ پر چھوڑ دے اور ہر لحاظ سے اپنے آپ کو ذہنی و قلبی طور پر پُرسکون رکھے، کیونکہ خواہشات کا لامتناہی سلسلہ انسان کو کبھی چین نہیں لینے دیتا

امام غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ توکل احوال دل میں سے ایک حالت کا نام ہے اور یہ ثمر ہوتا ہے اس ایمان کا جو توحید اور لطف الٰہی کے کمال پر لایا جاتا ہے۔ اللہ کا ایک نام وکیل ہے، جب ہم اس پر ایمان لے آئے تو اب فکر کس بات کی ہے؟ ہمارا وکیل ہماری وکالت کے لیے کافی ہے، اگر ہم صدق دل سے اس کارساز حقیقی پر بھروسہ کریں اور دل کو تشویش اور اُلجھن کا شکار نہ ہونے دیں تو ہم ہمیشہ اطمینان اور سکون کی زندگی گزاریں گے۔

درس حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصولِ امن کے سنہری اصول بزبانِ رسول مقبول

إِنَّ أَبَاعَلِيٍّ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ الْجَنْبِيَّ حَدَّثَهُ فُضَالَةُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا تُسْأَلُ عَنْهُمْ رَجُلٌ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ وَعَصَى إِمَامَهُ وَمَاتَ عَاصِيًا وَأَمَةٌ أَوْ عَبْدٌ أَبَقَ فَمَاتَ وَامْرَأَةٌ غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا قَدْ كَفَاهَا مُؤْنَةَ الدُّنْيَا فَتَبَرَّجَتْ بَعْدَهُ فَلَا تُسْأَلُ عَنْهُمْ وَثَلَاثَةٌ لَا تُسْأَلُ عَنْهُمْ رَجُلٌ نَازَعَ اللهَ رِدَاءَهُ فَإِنَّ رِدَاءَهُ الْكِبْرِيَاءُ وَإِزَارَهُ الْعِزَّةُ وَرَجُلٌ شَكَّ فِيْ أَمْرِ اللهِ وَالْقُنُوْطُ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ. ''بیشک ابوعلی عمرو بن مالک الجنبی کو فضالہ بن عبید رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: تین آدمیوں سے کسی قسم کا کوئی سوال نہیں کیا جائے گا: (کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کو سوال کے قابل ہی نہیں سمجھیں گے) (۱) جو آدمی (مسلمانوں) کی جماعت سے الگ ہوا، اس نے اپنے امام کی نافرمانی کی اور نافرمانی کی حالت میں ہی اسے موت آ گئی (۲) ایسی لونڈی اور غلام جو (اپنے مالک سے) دوڑ گئے پس اسی حالت میں انھیں موت آئی (۳) ایسی عورت جسے خاوند کی غیر موجودگی میں دنیاوی ضروریات باہر نکالتی ہیں اور وہ اس کے بعد بے پردہ ہو جاتی ہے پس ایسے لوگوں سے سوال نہیں کیا جائے گا اور تین آدمیوں سے کسی قسم کا سوال نہیں کیا جائے گا۔ (۱) جس آدمی نے اللہ کی چادر کو اُتارا، بیشک اللہ تعالیٰ کی چادر اور تہ بند اس کی کبریائی اور اس کی عزت ہے (۲) جس آدمی نے احکام باری تعالیٰ میں شک کیا (۳) اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے والا۔'' (الموسوعۃ الحدیثیۃ مسند امام احمدج 39ص 368رقم الحدیث:23943)

انسانی معاشرے اور امن کو تباہ و برباد کرنے والی اشیاء میں سے ایک مہلک مرض شک ہے جس کی بناء پر والدین، اولاد، بہن بھائیوں، میاں بیوی اور عزیز و اقارب کے درمیان ایسی غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں جو ان مقدس رشتوں کو بھی اپنی اصلی شکل وصورت پر قائم نہیں رہنے دیتیں بلکہ کھلے عام ان کی تذلیل ہوتی ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے دینی اور دنیاوی معاملات میں انسان کو شک سے بچنے کا حکم دیا ہے حتیٰ کہ دوران نماز اگر کسی کو شک ہو جائے کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار؟ یا چار پڑھی ہیں یا پانچ؟ تو شریعت ایسے موقع پر بھی انسان کو شک دور کرنے اور یقین پر بناء کرنے کا حکم دیتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے موقع پر نمازی شک کو دور کر کے اپنی نماز کو پورا کرے اور پھر شیطان کو رسوا کرنے کے لیے آخر میں سجدہ سہو کر لے کیونکہ شک اللہ کو پسند نہیں، اسی شک کی بناء پر نازک رشتے تباہ ہوتے ہیں اور یہی شک انسانیت کو تباہی کی طرف لے جاتا ہے اور یہی شک انسانوں کو نسل در نسل باہمی دشمنیوں میں دھکیل دیتا ہے۔

جس طرح دینی معاملات میں انسان کو شک سے بچنے کا حکم ہے اسی طرح دنیاوی معاملات میں بھی انسان کو شک سے بچنے اور یقین پر مبنی گفتگو کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (بقیہ ص:7)

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان
ہفت روزہ
تنظیم اہل حدیث
لاہور

مدیر انتظامی
حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل اُم القریٰ مکہ مکرمہ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
معاون مدیر: مولانا شاہد محمود جانباز
مینیجر: حافظ عبدالظاہر عاذب 0300-8001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: وقار عظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث	1
اداریہ	2
الاستفتاء	6
تفسیر سورۃ الاعراف	8
اللہ کے سوا نہ کوئی داتا ہے اور نہ ہی	10
رسول اللہ ﷺ کی بددعا پانے والے	12

زر تعاون

فی پرچہ......10روپے
سالانہ......500روپے
بیرون ممالک 200ریال (امریکی 50ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

تذکرہ مولانا عبدالقادر عارف حصاریؒ

آج نہ معلوم کیوں میرا دل حالات حاضرہ پر کچھ لکھنے کی بجائے مولانا عبدالقادر حصاریؒ کی سوانح حیات پر قلم اٹھانے کو چاہ رہا ہے۔ ہمارے اسلاف علماء کی زندگیاں قرآن وسنت کا عملی نمونہ، ان کے مواعظ حسنہ، ان کے مناظرے مدلل ہونے کے ساتھ ساتھ خیرخواہانہ اور مجلس میں عام آدمیوں کے ساتھ گھل مل کر بے تکلفی سے سوال کرنے والوں کو حوصلہ بخشنا، ان کے دل حرص دنیا سے خالی اور تقویٰ سے لبریز تھے۔ ان کی جلسوں میں تشریف آوری کمرشل بنیادوں پر نہیں بلکہ خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے قرآن وسنت کی تبلیغ کے لیے ہوتی تھی۔ آج یہ سطور میں دینی مدارس کے طلباء اور نوجوان علماء کے لیے تحریر کر رہا ہوں کہ جانے والے ہماری راہوں کو کس طرح منور کر گئے ہیں۔

مولانا عبدالقادر حصاریؒ میرے تایا تھے اور ہمارے خاندان میں جس قدر علمی روشنی ہے اس کا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے انھی کو بنایا ہے۔ مولانا کی پیدائش تحصیل سرسہ ضلع حصار کے دور افتادہ گاؤں "گنگا" میں 1907ء میں ہوئی۔ اس گاؤں کی غالب اکثریت مسلم راجپوتوں کی تھی۔ مولانا بھی راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد مولوی محمد ادریس اور دادا مولوی مستقیم کے علاوہ باقی خاندان جاہل تھا۔ والد انتہائی سادہ طبیعت، متقی اور پرہیزگار تھے۔

حدیث شریف میں مومن کی بوقت رحلت یہ نشانی بھی بیان کی گئی ہے کہ جنت میں اس کا محل اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیا جاتا ہے۔ میرے والد صاحبؒ نے بتایا کہ جب ان کا وقت آخریں آپہنچا تو ہم سب بھائی بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمانے لگے کہ ایک سفید رنگ کا خوبصورت محل میں دیکھ رہا ہوں۔ مولانا حصاریؒ کی والدہ بھی بہت متقی اور عابدہ، شب زندہ دار خاتون تھیں۔ تربیت کے ساتھ ساتھ ابتدائی تعلیم بھی اپنے والد محترم سے حاصل کی اسکے بعد لکھوی خاندان کے معروف بزرگ مولانا محمد علی لکھویؒ جو کہ مولانا محی الدینؒ اور مولانا معین

الدینؒ کے والد محترم تھے ان کی درسگاہ کے طالب علم بنے۔
اہلحدیث کے معروف علمی خانوادے لکھوی اور غزنوی شہرت رکھتے تھے۔آپ نے مولانا محمد زکریا غزنویؒ جو کہ سید داود غزنویؒ کے ماموں تھے۔ ان کے والد گرامی سے منڈی صادق گنج سے بھی کسب فیض کیا۔حکیم محمد عبداللہؒ جہانیاں والے جو کہ ''روڑی'' سے ہجرت کر کے آئے تھے ان کے والد صوفی سلمانؒ سے روڑی میں بھی علم طب حاصل کیا پھر آپ دہلی تشریف لے گئے۔دہلی میں امام عبدالستارؒ کی صحبت میسر آ گئی،یوں مولانا حصاریؒ کی شخصیت میں لکھوی خاندان کا زہدوتقویٰ،غزنوی خاندان کی نماز میں خشوع وخضوع،صوفی سلمانؒ کی طبابت اور جماعت غرباء اہلحدیث کی مسلک کے بارے میں شدت کی جھلک نمایاں تھی۔

عنفوانِ شباب سے ہی سفروحضر میں نماز تہجد میں کبھی کوتاہی نہیں کی،طبیعت میں انتہائی خودداری تھی،اپنی آبائی زمین کی آمدنی پر ہی گزارا کیا۔تبلیغ دین کو ذریعہ معاش نہیں بنایا۔حصول تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے علاقے میں ہی امامت وخطابت کا سلسلہ شروع کیا۔مبلغ اگر عالم باعمل ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی زبان میں تاثیر پیدا کر دیتے ہیں۔ان کی تبلیغ سے قرب وجوار میں کتاب وسنت کی روشنی خوب پھیلی۔ہندو مسلم مشترک معاشرہ ہونے کی وجہ سے کم علم مسلمان ان کے تہواروں میں بھی شمولیت اختیار کر لیتے تھے۔مولانا نے سختی سے مسلمانوں کو ان کے تہواروں اور ان میں تقسیم ہونے والی مٹھائیوں سے روکا اور اُمت مسلمہ میں جو بدعات رواج پا چکی تھیں کھل کر ان کی تردید کی۔اوڈ قوم کے امیر مولانا عبداللہ اوڈ نے آپ کی آواز دور دور تک پہنچانے کے لیے ایک کار خرید لی اور یوں آپ کی آواز ضلع حصار کے اطراف واکناف میں خوب گونجی۔اس پرخار راستے پر چلتے ہوئے آپ کو بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔مقدمات اور جیلیں بھی بھگتیں لیکن ان کے پائے استقامت کبھی نہیں ڈگمگائے۔مطالعہ کے بے حد شوقین تھے۔ہندوستان میں اپنی بہت بڑی لائبریری چھوڑ کر آئے تھے، پاکستان میں آ کر بھی ان کا سب سے بڑا شوق اعلیٰ ذوق کی کتب کو اپنے مکتبہ کی زینت بنانا تھا۔

ساہیوال کے نزدیک چک نمبر L-5/77 میں آبائی زمین الاٹ ہوئی،یہیں سکونت اختیار کر لی۔مسلک حقہ کی تبلیغ برداشت کرنا مخالفین کے لیے بہت مشکل تھا۔چنانچہ علاقے میں طوفان کھڑا ہو گیا،دلائل سے تہی دست آدمی ہمیشہ تشدد کا سہارا لیتا ہے۔مولانا کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔تقسیم کے بعد سب کچھ ہندوستان میں چھوڑ کر آئے تھے،گھر کے کمرے میں بیوی بچے سوتے تھے اور اپنے دوپہر کے آرام کے لیے سرکنڈوں کا ایک چھپر بنایا ہوا تھا، وہیں اپنی بھینس باندھتے تھے۔دوپہر کو مولانا گہری نیند سو رہے تھے کہ مخالفوں نے چھپر کو آگ لگا دی،آپ کی پشت پر اس جلنے کے نشان آخر تک موجود تھے۔ خوش قسمتی تھی کہ آنکھ کھل گئی جسم زیادہ نہیں جلا تھا۔بھاگ کر باہر نکلے،بھینس جل کر مر گئی۔مخالفین کے ان ہتھکنڈوں سے آپ ذرا نہیں گھبرائے بلکہ راہِ حق کی تبلیغ اسی شدت سے جاری رہی اور پھر وہ وقت بھی آ پہنچا کہ ان کو زندہ جلانے کے منصوبے بنانے والے ہی ان کے مقتدی بن گئے۔بورے والا کے نزدیک گگو منڈی سے ملحقہ چک E.B/251 میں غالب اکثریت وٹو برادری کی ہے۔وہ لوگ مولانا کو اپنے پاس لے آئے یہاں پر بھی الحمدللہ مولانا کی تبلیغ کے نتیجے میں متبعین قرآن وسنت کی تعداد میں بہت اضافہ ہوا۔

مولانا صاحبؒ جہاں اپنی زبان سے تبلیغی جہاد میں مصروف تھے ان کا قلمی جہاد بھی پورے پاکستان میں روشنی بکھیر رہا تھا۔ابتداء میں ان کے کچھ مضامین جماعت غرباء اہلحدیث کراچی کے رسالہ صحیفہ اہلحدیث میں چھپتے تھے۔اس صحیفہ کے باب الفتاویٰ میں فتویٰ جات مولانا حصاریؒ کے ہی ہوتے تھے۔کچھ مسائل میں اختلاف کی بنا پر آپ نے جماعت غرباء سے علیحدگی اختیار کر لی۔

اس دوران الاعتصام منظر عام پر آچکا تھا، چنانچہ آپ کے مضامین ہفت روزہ الاعتصام میں شائع ہونے لگے۔ اس کے علاوہ آپ نے مختلف مسائل پر کتب بھی تصنیف کیں جن کی فہرست طویل ہے۔

آپ بے نماز کو کافر سمجھتے تھے اس کے گھر کا کھانا، اس سے تعلقات رکھنا حتیٰ کہ اس کو السلام علیکم کہنا بھی جائز نہیں سمجھتے تھے۔ جس گاؤں میں آپ کی رہائش کا ذکر کیا ہے وہاں کا نمبردار بے نماز تھا۔ اس کا چھوٹا بچہ فوت ہوگیا اس نے مولانا سے اس کی نماز جنازہ پڑھانے کو کہا تو آپ نے فرمایا کہ کافر کے بچے کی نماز جنازہ نہیں ہوتی، جاؤ اسے گڑھا کھود کر دفنا دو۔ مقامی تھانیدار اس کا دوست تھا اس نے اسے بلوایا، آپ نے کیا مرعوب ہونا تھا بالآخر نمبردار اور اس کی بیوی آئے انھوں نے وعدہ کیا کہ اب زندگی بھر نماز نہیں چھوڑیں گے تو پھر آپ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

حقہ سگریٹ کو مسکرات میں شمار فرماتے تھے۔ ایسے آدمی کو امامت کے اہل نہیں سمجھتے تھے۔ انھوں نے ایک کتاب لکھی ''درۂ محبوب بر دُبر مجذوب'' اس میں خود ساختہ ولی جعلی کرامتیں، تصوف کی تباہ کاریاں اور قرآن وسنت سے اس کی پرزور تردید کی گئی تھی۔

ایک خاص مسلک کے لوگوں میں بڑی ہلچل مچی اور انھوں نے عدالت میں استغاثہ دائر کردیا کہ لفظ دُبر انتہائی توہین آمیز ہے۔ مولانا کی طلبی ہوئی تو آپ نے قرآن مجید سے سورۃ یوسف کی آیت ان کان قمیصہ قد من دبر اور سیھزم الجمع ویولون الدبر کہ یہ لوگ قرآن مجید کے لفظ کو توہین آمیز کیسے کہہ سکتے ہیں لہٰذا استغاثہ خارج ہوگیا اور مولانا کا درۂ مجذبوں کی دبر پر اسی طرح برستا رہا۔ افسوس کہ مولانا کی کتب نایاب ہوچکی ہیں۔ ایک دفعہ مولانا محمد صدیق صاحبؒ سرگودھا والے نے تمام کتب شائع کرائیں۔

مولانا صاحب اپنے خاص دوستوں میں سے مولانا محمد صدیقؒ اور مولانا محمد رفیق پسروریؒ کا بہت ذکر کیا کرتے تھے۔ مولانا کے نواسے اور میرے بھانجے ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر نے ان کی کتاب ''کتاب الکبائر'' فاروقی کتب خانہ ملتان سے طبع کرائی اب وہ بھی نایاب ہوچکی ہے۔ اب مولانا محمد یوسف صاحب راجووالویؒ کی کاوش سے فتاویٰ حصاریہ کے نام سے مولانا کے فتاویٰ اور مقالات شائع ہوئے ہیں، اگرچہ یہ ان کی پوری زندگی میں شائع شدہ مضامین اور فتاویٰ کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ تاہم ایک مسلمان کو اپنی روزمرہ کی زندگی بسر کرنے کے لیے عقائد، اعمال، اوامر، نہیات غرضیکہ زندگی میں پیش آنے والے اکثر مسائل کا جواب ان میں بھی موجود ہے۔

ہدایت اور گمراہی کو چھانٹ کر الگ کردینے والی کتاب ہے۔ ہر اہلحدیث کے گھر میں اس کا ہونا بہت ضروری ہے۔ یہ کتاب اپنے مسلک کی مدلل کتاب ہے اور مولانا نے ہر سوال کا جواب قرآن وحدیث سے اس قدر وضاحت سے بیان کیا ہے کہ ہدایت کا طالب خواہ کسی بھی مکتب فکر سے تعلق رکھتا ہو اسے قبول کرنے سے انکار نہیں کرسکتا۔ مولانا کا تعلق حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ سے کب قائم ہوا، مجھے اس بارے میں تو معلوم نہیں۔ البتہ 1963ء میں میں نے میٹرک کا امتحان دیا اور پہلی بار لاہور دیکھنے کا پروگرام بنا تو مولانا نے مجھے خط لکھ کر دیا اور تاکید کی کہ اولین فرصت میں حضرت حافظ صاحبؒ سے ملاقات کروں۔

ضعیف العمری کے باوجود مولانا مسجد قدس میں آکر کئی کئی دن قیام فرماتے اور فرمایا کرتے تھے میں حضرت العلام سے علم حاصل کرنے کے لیے یہاں حاضر ہوتا ہوں۔ بہرحال میں نے ان کی تنظیم اہلحدیث سے وابستگی میں ہی ہوش سنبھالا ہے۔ ان کا ایک فقرہ ہمیشہ میرے ذہن میں گونجتا رہتا ہے کہ میں نے بہت سے علماء سے علم حاصل کیا ہے واحد حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ ہیں جن کے علم کی ابتداء اور انتہاء کو میں نہیں پاسکتا۔ وہ مسائل میں حضرت حافظ صاحبؒ سے بحث کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ کہ مجھے معلوم ہے میں ہار جاؤں گا لیکن میرے علم میں بہت

اضافہ ہوگا۔

میں یونیورسٹی لاء کالج میں زیر تعلیم تھا۔ مولانا کی آنکھوں کی بینائی تقریباً ختم تھی۔ گنگا رام ہسپتال سے آپریشن کروایا، اس دور میں آٹھ دن ہسپتال رکھتے، کروٹ لینا ممنوع ہوتی، پھر پٹی کھلی ۔ میں اور میرا بڑا بھائی عبدالرزاق تایا جی کے بیڈ کے دونوں جانب بینچوں پر لیٹے ہوئے تھے۔ رات کے پچھلے پہر دھڑام کی آواز پر دونوں بھائی جھاگے، دیکھا تو تایا جان بیڈ سے غائب، باتھ روم میں دیکھا تو تایا جان گرے پڑے تھے پوچھا یہاں کیا کرنے آئے تھے؟ کہا تہجد کے لیے وضوء کرنے۔ درخواست کی کہ آنکھیں خراب ہوجائیں گی کہنے لگے مجھے ایسی آنکھوں کی ضرورت نہیں جو میری نماز یا وضوء کے لیے رکاوٹ بنیں۔ سجدے کرتے رہے، اللہ کی قدرت آٹھ دن کے بعد پٹی کھلی تو آنکھیں ٹھیک تھیں۔

آخر عمر میں بیماری اور نقاہت کی وجہ سے دو آدمی بازو تھام کر گھر سے ملحق مسجد میں لے کر جاتے تھے۔ میں ان کی عیادت کے لیے گیا تو مجھے اپنے کمرے میں ہی ٹھہرایا۔ آخری رات آواز سے میری آنکھ کھلی، مولانا نے تہجد میں کھڑے ہوکر حسب معمول پوری سورۃ بقرہ بلند آواز سے پڑھی اور معمول کے مطابق گیارہ رکعت مکمل کیں۔ فوت ہونے سے چند دن قبل فرمانے لگے کہ جتنے اہلحدیث علماء میرے جاننے والے فوت ہوئے ہیں رات کو خواب میں اکثر ہماری مجلس ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ میں بہت جلد ان کے پاس جانے والا ہوں

وفات کے دن نا معلوم خواب میں کیا دیکھا کہ ناشتے کے بعد ہی بیٹی سے کہا کہ میری داڑھی کو مہندی لگاؤ، دوپہر کے بعد فرمانے لگے کہ اپنے بھائیوں کو بلوالو اس کے بعد نہائے صاف لباس پہنا کسی کو معلوم نہیں تھا کہ یہ مسافر اپنے آخری سفر کی تیاری کر رہا ہے۔ 19 ستمبر 1981ء نماز عصر ادا کرنے کے تھوڑی دیر بعد زبان سے وعلیکم السلام کہا، دیکھ رہے تھے کہ آیا تو کوئی بھی نہیں، خاندان کے موجود افراد کو ہاتھ کے اشارے سے سلام کہا۔ ہونٹ حرکت کر رہے تھے اور روح پرواز کر رہی تھی، علم، زہد، تقویٰ، تحقیق اور تبلیغ کا ایک باب بند ہوگیا۔

مولانا کی عادت تھی کہ خطبہ جمعہ زبانی دینے کی بجائے لفظاً لفظاً تحریر کرلیا کرتے تھے اور خطبہ جمعہ میں وہی پڑھتے تھے۔ ان کی ستائیس ضخیم کاپیاں تو میں نے دیکھی تھیں اس کے بعد کتنی تحریر کیں مجھے علم نہیں۔ تقریباً چھ ہزار سے زائد کتب چھوڑیں لیکن بدقسمتی سے اولاد میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو اس علمی وراثت کو سنبھال سکتا اور نہ ہی اتنا حوصلہ کیا کہ کسی درسگاہ کو وہ کتب عطیہ کردیں۔ مولانا صاحب کو یہ کتب خانہ اتنا عزیز تھا اور الماریوں اور کتب کی ترتیب کا اتنا اہتمام تھا کہ میں ان سے ملنے گیا تو فرمانے لگے کہ آنکھوں کی بینائی پھر انتہائی کمزور ہوچکی ہے۔ منتظر تھا کہ کوئی آئے تو فتاویٰ کے جوابات لکھواؤں۔

ایک ایک سوال مجھ سے پڑھواتے پھر جواب لکھواتے۔ حوالے کی جہاں ضرورت ہوتی مجھے کہتے فلاں نمبر الماری کھولو اس کی فلاں شیلف میں اتنے نمبر پر یہ کتاب پڑی ہے جب میں کتاب اٹھاتا فرماتے کہ سطر نمبر فلاں سے پڑھنا شروع کردو، یوں تمام فتاویٰ لکھوائے، میں حیران تھا کہ آپ کو ایک ایک کتاب کی الماری، شیلف اور کتاب کتنی کتابوں کے بعد پڑی ہے مسئولہ حوالہ کس سطر نمبر سے شروع ہوتا ہے۔

اب ڈھونڈو انھیں چراغ رخ زیبا لے کر

حضرت حافظ عبدالقادر روپڑیؒ میرے ساتھ دوران گفتگو اگر کبھی مولانا حصاریؒ کا ذکر کرتے تو آنکھوں سے آنسو بہنے لگ پڑتے اور فرمایا کرتے تھے مجھے اب ان جیسا کوئی عالم نظر نہیں آتا۔ مولانا حصاری دینی مدارس کے طلباء سے بہت محبت کیا کرتے تھے۔ میرے بڑے بھائی مولانا محمد شریف حصاری نے جب سکول کی تعلیم چھوڑ کر دینی درسگاہ میں داخلہ لیا تو بہت خوش ہوئے کیونکہ اصل تعلیم دینی تعلیم ہی ہے جس کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

بذریعہ عدالت خلع لینا اور ولی غیر مرشد کا شرعی حکم

سوال: آج سے دو سال قبل میرا نکاح امداد ولد الٰہ یار سے ہوا وہ ایک شرابی انسان تھا جب اس کا جی چاہتا نشے میں دھت ہو کر مجھے مارنا شروع کر دیتا تھا لہٰذا میرا اس سے نباہ نہیں ہو سکتا تھا اس لیے میں نے بذریعہ عدالت خلع لے لیا ہے اور اس کی عدت ایک حیض گزار چکی ہوں، اب میرا اس سے کوئی تعلق نہیں مگر میرے والدین مجھے وہیں رہنے پر مجبور کرتے ہیں۔ اب قرآن وحدیث کی روشنی میں بتلائیں کہ کیا میں کسی دوسری جگہ شادی کر سکتی ہوں یا نہیں؟ نیز میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ سچ ہے اور غلط بیانی کی میں خود ذمہ دار ہوں۔

سائلہ: کلثوم دختر احمد علی (حال) ماڈل ٹاؤن لاہور

الجواب بعون الوہاب: حدیث شریف میں ہے: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ ابْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا أَعْتِبُ عَلَيْهِ فِيْ خُلُقٍ وَلَادِيْنٍ وَلٰكِنِّيْ أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَقْبِلُ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً سیدنا ثابت بن قیسؓ کی بیوی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ میرے خاوند کے دین اور خلق میں کوئی عیب نہیں لیکن مجھے ان کی شکل پسند نہیں، اس بناء پر میں ان کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا کہ کیا جو باغ تیرے خاوند نے تجھے بطور حق مہر دیا ہے، اس کو واپس کر دے گی، اس نے حق مہر کی واپسی کی رضامندی کا اظہار کیا، آپ ﷺ نے اس کے خاوند کو حکم دیا کہ حق مہر واپس لے کر اس کو آزاد کر دے۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الطلاق باب الخلع وکیف الطلاق فیہ ج 19 ص 157 رقم الحدیث: 5273)

قرآن مجید میں ہے: فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ "پس اگر تمہیں ڈر ہو کہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت رہائی پانے کے لیے کچھ خاوند کو دے تو اس میں دونوں پر کوئی گناہ نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں، خبردار! ان سے تجاوز نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے والے ہی ظالم ہیں" (البقرہ) سیدنا عمر فاروقؓ نے حاکم کی اجازت کے بغیر بذریعہ پنچایت خلع کی اجازت دی ہے۔ (فتح الباری کتاب الطلاق باب الخلع وکیف الطلاق بہ ج 9 ص 396)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: لَانِكَاحَ إِلَّابِوَلِيٍّ "ولی کے بغیر نکاح ہوتا ہی نہیں۔" (ابوداود کتاب النکاح باب فی الولی ص 361 رقم الحدیث: 2085) اسی طرح دوسری حدیث میں ہے: أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيْهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے تین مرتبہ آپ (ﷺ) نے یہی فرمایا۔ (ابوداود کتاب النکاح باب فی الولی ص 361 رقم الحدیث: 2083) سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِإِذْنِ وَلِيٍّ مُرْشِدٍ أَوْ سُلْطَانٍ "کوئی عورت ولی مرشد (خیرخواہ) یا حاکم کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتی۔" (معجم الاوسط للطبرانی ج 1 ص 319 رقم الحدیث: 167)

اسی طرح سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ

فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فَالْمَهْرُ لَهَا بِمَا أَصَابَ مِنْهَا فَإِنْ تَشَاجَرُوا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ

''جوعورت ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے پس اس کا نکاح باطل ہے، پس اس کا نکاح باطل ہے، پس اس کا نکاح باطل ہے، اگر اس کے ساتھ خاوند نے مباشرت کر لی تو اس مباشرت کے عوض عورت کو مہر ملے گا، اگر ولی (عورت کے نکاح میں) جھگڑا کریں تو حاکم اس عورت کا ولی ہوگا جس کا کوئی ولی نہیں۔'' (سنن دارقطنی کتاب النکاح ج 3 ص 146 رقم الحدیث: 3466)

صورت مسئولہ میں عورت نے سوال میں مذکور بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر بذریعہ عدالت فسخ نکاح کی ڈگری حاصل کی جو کہ اس کا شرعاً حق تھا اور وہ ڈگری شریعت مطہرہ کے مطابق درست ہے، جسے شرعی اصطلاح میں خلع کہا جاتا ہے اور خلع کی عدت شریعت نے ایک حیض رکھی ہے جو کہ عورت گزار چکی ہے لہٰذا فریقین (میاں بیوی) کا اب آپس میں شرعاً کوئی تعلق نہیں رہا اور نہ ہی وہ بحیثیت میاں بیوی اکٹھے رہ سکتے ہیں۔ اب عورت با اجازت ولی جہاں چاہے شرعاً کسی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے کیونکہ عورت کے نکاح کے لیے جہاں ولی کی اجازت ضروری ہے وہاں رسول اللہ ﷺ نے ولی کا عورت کے لیے خیر خواہ ہونا بھی ضروری قرار دیا ہے، اگر ولی خیر خواہ نہ ہو تو شریعت اس کی ولایت ختم کر دیتی ہے چونکہ سائلہ کے بیان کے مطابق اس کے والدین اسے ایک شرابی انسان (سابقہ خاوند) کے ساتھ رہنے پر مجبور کرنے کے باعث وہ عورت کے خیر خواہ نہیں رہے اس لیے شریعت ان کی ولایت کو ختم کرتی ہے، لہٰذا عورت بذریعہ عدالت جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے شریعت کی طرف سے اس پر کوئی طعن وتاوان نہیں۔ فقط۔

بقیہ: درس حدیث

سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی میت کو قبر میں اتارا جاتا ہے اگر وہ نیک ہے تو اسے اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے اسے کسی قسم کا خوف اور گھبراہٹ نہیں ہوتی اور اسے اس دین کے متعلق سوال کیا جاتا ہے جس پر اس نے اپنی دنیاوی زندگی بسر کی ہوتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں اسلام پر عمل کرتا رہا اور آپ ﷺ میری طرف اللہ کے رسول بن کر آئے، میں نے ان کی ہر بات کی تصدیق کی تو اس کے لیے جنت کی طرف سے دروازہ کھول کر کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے، نیز اُسے کہا جاتا ہے کہ یہ (ٹھکانہ) تجھے اس یقین کی بناء پر دیا گیا ہے جس پر تو ساری زندگی قائم رہا اور اسی پر ہی تیری وفات ہوئی اور ان شاءاللہ تو اسی پر ہی اٹھایا جائے گا۔ بُرے آدمی کو قبر میں بٹھا کر سوال کیا جاتا ہے کہ تو نے کس چیز پر زندگی گزاری تو وہ پریشانی و گھبراہٹ کے عالم میں کہتا ہے کہ مجھے کوئی علم نہیں، پھر اسے رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے متعلق سوال کیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے میں نے لوگوں سے سنا اور اسی طرح کہہ دیا تو اس کے لیے جنت کی طرف سے دروازہ کھولا جاتا ہے اور وہ جنت کی خوبصورتی اور دلکش منظر کا نظارہ دیکھتا ہے تو پھر اسے کہا جاتا ہے اس ٹھکانے کے بدلے تجھے دوسرا ٹھکانہ دیا گیا ہے، پھر اس کے لیے جہنم کی طرف سے دروازہ کھلتا ہے، اسے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا اصل ٹھکانہ ہے کیونکہ تو نے شک پر زندگی بسر کی، اسی پر تجھے موت آئی اور اسی پر تو اٹھایا جائے گا۔ (ابن ماجہ کتاب الزھد باب ذکر القبر والبلی ص 707 رقم الحدیث: 4268)

شک ایسی مہلک چیز ہے جس سے انسان کی دنیا وآخرت تباہ و برباد ہو جاتی ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے انسان کو شک وتجسس کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ اسی شک کی بناء پر معاشرے میں کئی جرائم جنم لیتے ہیں جو پرورش پا کر ایک کینسر کی شکل اختیار کر کے معاشرے کے امن کو تہہ وبالا کر دیتے ہیں، ایک پرامن اور اچھے معاشرے کے قیام کے لیے ضروری ہے کہ وہاں کے باسی شک جیسی مہلک بیماری سے اجتناب کریں اور اپنے تمام امور کی بنا یقین پر رکھیں اور وسیع النظر فی کا مظاہرہ کرتے ہوئے معاشرے کو امن وسکون کا گہوارہ بنانے میں اپنا کردار ادا کریں۔

□□□

تفسیر سورۃ الاعراف

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

(قسط نمبر 45)

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ (127) قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (128) قَالُوْا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ (129)

"اور قوم فرعون کے سردار فرعون سے کہنے لگے کہ کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو چھوڑ دے گا تا کہ وہ زمین میں فساد کریں اور وہ تجھے اور تیرے معبود کو چھوڑیں؟ فرعون نے کہا کہ ہم ان کے (نومولود) بیٹے قتل کر دیں گے اور ان کی بیٹیاں چھوڑ دیں گے اور بیشک ہم ان پر غلبہ رکھتے ہیں (127) سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو، یقیناً یہ زمین اللہ کی ہے اور وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے گا اس کا وارث بنا دے گا اور (بہتر) انجام تو پرہیزگاروں ہی کے لیے ہے (128) سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ عنقریب تمھارا پروردگار تمھارے دشمن کو ہلاک کر دے گا اور اس سرزمین پر تمھیں خلیفہ بنادے گا پھر دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ (129)"

مشکل الفاظ کے معانی

اَتَذَرُ	کیا تو چھوڑ دے گا
قٰهِرُوْنَ	پوری طرح غالب آنے والے
اَلْعَاقِبَةُ	بہتر انجام
اُوْذِيْنَا	ہم ستائے گئے

التوضیح

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ.

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا نصرت الٰہی سے کامیاب، فرعون اور اس کے رفقاء کا ناکام ہونا فرعون اور اس کے سرداروں پر نہایت گراں گزرا۔ انھوں نے فرعون کو اہل ایمان کے خلاف بھڑکاتے ہوئے کہا کہ ان لوگوں (موسیٰ اور ان کے ساتھیوں) کے ساتھ نرمی برتنا خودکشی کے مترادف ہے کیونکہ یہ نیا عقیدہ رفتہ رفتہ سر اٹھائے گا جس سے فرعون اور اس کی سلطنت کو خطرات لاحق ہو سکتے ہیں، اسی لیے اُس کے وزراء نے اسے یہ بات کہی تھی کہ موسیٰ اور اس کی قوم کو زمین میں فساد پیدا کرنے کے لیے کیا یوں ہی کھلا چھوڑ دے گا جبکہ انھوں نے تجھے اور تیرے معبود کو ترک کر دیا ہے۔ فرعون نے اقتدار کے نشہ میں مست ہو کر اعلان کیا کہ ہم ان کے بیٹوں کو قتل اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دیں گے اور اس ارادے کی تکمیل پر ہم قادر ہیں۔

فرعون اور اس کی خدائی

فرعون کا دعویٰ خالق کائنات اور مدبر ہونے کا نہ تھا بلکہ وہ حاکم تھا اور تمام معاملات میں فیصلے اس کے حکم اور مرضی کے مطابق ہوتے تھے۔ اس لحاظ سے وہ خود کو اپنی قوم کا الٰہ کہلواتا تھا، ہر وہ حاکم جو قانون الٰہی کے مقابلہ میں اپنا قانون اور شریعت چلائے حقیقت میں اس نے الٰہ ہونے کا دعویٰ کیا حالانکہ فرعون کی قوم اس کی پوجا نہیں کرتی تھی انھوں نے اپنے الٰہ بنا رکھے تھے اسی طرح فرعون نے بھی اپنا ایک الٰہ بنا رکھا تھا اور فرعون جس چیز کی عبادت کرتا اُسے اپنی گردن میں لٹکایا کرتا تھا۔

عبادت کامفہوم

جوکوئی انسان کسی سے قانون حاصل کرے اور وہ اس کی اطاعت کرے تو گویا اس نے اس کی بندگی کی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کے متعلق فرمایا: اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ "انھوں نے اپنے علماء اور قائدین کو اللہ تعالیٰ کے سوا رب بنالیا ہے" (التوبہ: 31) جب یہ آیت حاتم طائی کے بیٹے عدی نے سنی اور وہ قبول اسلام کے لیے آیا ہوا تھا، اس نے عرض کیا کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے مشائخ و علماء کی عبادت کبھی نہیں کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انھوں (علماء و مشائخ) نے یہود و نصاریٰ کے لیے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کیا تو انھوں نے ان کی اتباع کی اور یہی ان کی عبادت ہے۔ (جامع الترمذی کتاب التفسیر (سورۃ التوبہ) ج4 جزء8 ص498 رقم الحدیث: 3096)

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ

انسان جب خالص توحید پر عمل پیرا ہو، شرک کی تردید کرے تو اس کے طرز عمل سے شرک کے ایوانوں میں زلزلہ آجاتا ہے، پھر وہ اس کو روکنے کے لیے ہر حربہ استعمال کرتے ہیں اور ہر قسم کے ظلم و ستم کرنے کو اپنا حق سمجھتے ہیں۔ اہل باطل کا ہر دور میں اہل توحید کے ساتھ یہی سلوک رہا ہے، فرعون نے بھی اہل توحید کے ساتھ یہی سلوک کیا، جس پر موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ دین الٰہی پر ثابت قدم رہو اس راستہ میں آنے والی تکالیف پر صبر کرو تو اللہ تعالیٰ تمھیں اس زمین کا وارث بنادے گا۔

قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۭ قَالَ عَسٰي رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ فرعون نے جب اپنی دھمکی (بچوں کو قتل کرنا) کو عملی جامہ پہنایا تو بنی اسرائیل کی زبان سے یہ شکایت نکلی کہ اے موسیٰ! تیرے آنے سے پہلے اور تیرے آنے کے بعد ہمیں اذیت دی گئی گویا کہ دائمی سزا و عذاب ہی ہمارا مقدر بن چکا ہے تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے رب پر یقین رکھو تمھارا رب تمھیں کامیابی سے ہمکنار فرمائے گا کیونکہ دعوت توحید کے داعی کی پناہ گاہ فقط اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہوتی ہے۔ اس لیے داعی کو چاہیے کہ وہ معاملات کے ظاہر کو دیکھ کر دعوت ترک نہ کرے بلکہ اللہ پر توکل کرتے ہوئے استقامت کے ساتھ اعلائے کلمۃ اللہ کے مشن کو جاری رکھے اور اہل باطل کی چہل پہل سے مرعوب نہ ہو

اسی لیے سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی تلقین کی کہ عنقریب تمھارا رب تمھارے دشمن کو ہلاک کرکے تمھیں حکومت عطا فرمائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ انسانوں کو دنیا میں کیے ہوئے اعمال کا پھل ملے، کامیابی اور ناکامی بھی ان کے طرز عمل کا ہی نتیجہ ہوتا ہے، اسی لیے فرمایا کہ وہ تمھیں حکومت دے کر پھر تمھارے اعمال کی طرف دیکھے گا۔

اخذ شدہ مسائل

(1) تاریخ ثابت کرتی ہے کہ صاحب قوت اور صاحب اقتدار اپنی سلطنت پر اعتماد کرتے ہیں اسی لیے وہ لوگوں کو مختلف قسم کے اعلانات کرکے ڈراتے رہتے ہیں (2) مشیر اور وزیر حاکم وقت کو اس کی حکم عدولی کرنے والوں پر سختی کرنے کا مشورہ دیتے ہیں جس طرح فرعون کو اس کے وزراء نے مشورہ دیا تھا (3) سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو دو چیزوں پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا۔ (۱) اللہ تعالیٰ سے ہی مدد طلب کرنا (۲) توحید باری تعالیٰ پر آنے والی ہر مصیبت پر صبر کرنا۔ اسی طرح دین حق پر قائم رہنے کی صورت میں ان کو دو چیزوں کی بشارت دی۔ (۱) اللہ تعالیٰ انھیں زمین کی خلافت سے نوازیں گے (۲) ان کا انجام (دنیاوی دشمن پر کامیابی اور آخرت میں جنت کا ملنا) ہوگا (4) عام طور پر انسان حاکموں کی تردید و مذمت کرنے اور وعید الٰہی سے ڈرانے میں خوف محسوس کرتے ہیں، اسی لیے بنی اسرائیل بھی فرعون کی وعید (بچوں کو قتل کرنا) سے ڈر گئے جس کا اظہار انھوں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کیا۔ (5) قوم کے رہبر اور رہنما کے لیے انتہائی ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنی قوم سے مایوسی کو ختم کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کرے اور بوقت مصیبت انھیں صبر کرنے پر آمادہ کرے (6) ہر ہادی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ وحدہ لاشریک کی اطاعت اور اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی ترغیب دے اور قوم کے سامنے سابقہ اقوام کی مثالیں پیش کرے۔

□□□

اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی داتا ہے اور نہ ہی کوئی مشکل کشا ہے

میاں محمد جمیل کنوینر تحریک دعوت توحید پاکستان

قسط نمبر 2

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ . اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ''اور جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود پیدا کیے گئے ہیں۔ زندہ نہیں مردے ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔'' (النحل:21-18)

قیامت کے دن وہ اپنی عبادت کرنے اور پکارنے والوں کی پکار اور عقیدے کا انکار کریں گے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ. وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ''اور جب سب لوگ جمع کیے جائیں گے تو وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن ہوں گے اور اپنی عبادت کا انکار کریں گے۔ ان لوگوں کو جب ہماری واضح آیات سنائی جاتی ہیں اور حق ان کے پاس پہنچ جاتا ہے تو کافر کہتے ہیں کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔'' (الاحقاف:7-6)

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَ لَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَ لَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ''اگر انھیں پکارو تو وہ تمھاری دعائیں سن نہیں سکتے اور اگر سن لیں تو ان کا تمھیں کوئی جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے دن تمھارے شرک کا انکار کریں گے ایسی خبر تمھیں اللہ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔'' (فاطر:14)

وَ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَ شُرَكَآؤُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَ قَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ o فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ''اور جس دن ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے پھر جنھوں نے شریک بنائے، ان سے کہیں گے تم اور تمھارے شریک اپنی جگہ ٹھہرے رہو، پھر ہم ان کے درمیان علیحدگی کر دیں گے اور ان کے شریک کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کیا کرتے تھے۔'' (یونس:28)

... بھی ایسے لوگوں سے برأت کا اعلان کر دیں گے کیونکہ یہ سب سے بڑی گمراہی ہے: وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ o قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ''اور جس دن اللہ تمام انسانوں کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا کہ کیا یہ لوگ تمھاری عبادت کیا کرتے تھے؟ ملائکہ جواب دیں گے کہ تو پاک ہے ہمارا تعلق تو آپ سے ہے ان سے نہیں۔ یہ ہماری نہیں بلکہ جنوں کی عبادت کرتے تھے، ان میں سے اکثر انھی پر ایمان لائے ہوئے تھے۔'' (سبا:41-40)

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ. ''اس شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی پکار کا جواب نہیں دے سکتے بلکہ وہ بلانے والوں کی پکار سے بے خبر ہیں۔'' (الاحقاف:5)

ایک مفسر کی ڈھٹائی اور تعصب کی انتہا

افسوس! اتنی واضح آیات ہونے کے باوجود بھی شرک کی حمایت کرنے والے ایک مفسر نے جو کچھ لکھ دیا ہے اس پر افسوس کرنے کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ موصوف اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: مشرکین جو بڑے زور شور سے اپنے بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے اور اگر اس پر انھیں ٹوکا جاتا تو وہ بہت برہم ہوتے، ان سے پوچھا جا رہا ہے کہ جن کو تم نے معبود بنا رکھا ہے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑ کر تم نے ان کی پوجا شروع کر رکھی ہے۔ کیا اس کی کوئی معقول وجہ بھی تم بتا سکتے ہو؟ کیا کرۂ زمین کی کسی چیز کے وہ خالق ہیں، آسمان کی آفرینش میں کیا ان کا کوئی حصہ ہے؟ اگر تمھارے پاس کوئی تحریری ثبوت ہے تو پیش کرو اور اگر تم خود اس بات کا اعتراف کرتے ہو کہ اس وسیع و عریض کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز کا خالق

اللہ تعالیٰ ہے تم پھر اس خالق وحکیم کو چھوڑ کر کسی پتھر، کسی بے روح یا ذی روح شے کی پوجا کرنا کتنی بڑی حماقت ہے۔ (ضیاء القرآن جلد چہارم)

غور فرمائیں کہ اس پیرہ کی آخری سطر میں من دون اللہ کا ترجمہ کرتے ہیں کہ پھر خالق وحکیم کو چھوڑ کر کسی پتھر یا کسی بے روح یا ذی روح شے کی پوجا کرنا کتنی بڑی حماقت ہے، لیکن تعصب کی انتہاء ہے کہ اس کے باوجود صحیح عقیدہ لوگوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

بعض نُہم جو لوگ جو ملت کے اتحاد کو انتشار کا شکار بنانا چاہتے ہیں، رات دن اس ذھن میں لگے رہتے ہیں کہ ملت میں نئی ملت تخلیق کریں اور وہ یہ آیت اہل سنت پر چسپاں کرتے ہیں۔ (معاذ اللہ) بحمہ تعالیٰ اہل سنت میں سے کوئی اَن پڑھ سے اَن پڑھ بھی اللہ جلّ مجدہٗ کے سوا کسی کی خدائی اور الوہیت کا عقیدۂ فاسدہ نہیں رکھتا۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب، تمام نبیوں کے سردار، تمام رسولوں کے تاج، اپنے آقا و مولیٰ اور دونوں جہانوں کے سردار محمد ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور نماز میں کئی کئی بار اس شہادت کا اعادہ کرتا ہے تو وہ کسی اور کو کیونکر خدا یا خدا کا ہمسر اور شریک تصور کر سکتا ہے، یہ محض بہتان اور افترائے عظیم ہے کہ اہل سنت خدا کا شریک بناتے ہیں۔ هذا افك مبين وبهتان عظيم۔

مزید لکھتے ہیں: خارجیوں (جدید اور قدیم) کے علاوہ تمام امت اس بات پر متفق ہے کہ حضور سرورِ دوعالم ﷺ کی بارگاہ میں پناہ طلب کرنے کے لیے جب کوئی غلام صلوٰۃ وسلام عرض کرتا ہے تو حضور ﷺ اس کو سلام کا جواب دیتے ہیں جس کو خواص اپنے کانوں سے سنتے ہیں اور وہ لذّت جواب سے سرشار ہوتے ہیں۔

مصر کے مشہور ولی کامل سید احمد رفاعیؒ جب روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے تو بصد ادب و نیاز عرض کی: ''الصلوٰۃ والسلام علیک یا جدّی'' اے میرے نانا پاک! آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو۔ روضۂ اقدس سے جواب آیا وعليك السلام يا ولدي اے میرے بچے! تجھ پر بھی سلام ہو۔ یہ سن کر آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی اور فی البدیہہ یہ رباعی عرض کی۔

(ضیاء القرآن)

في حالة البعد روحي كنت ارسلها
تقبل الارض عني وهي نائبتي

''جب میرا جسدِ خاکی یہاں سے دور تھا تو میں آستانہ بوسی کے لیے اپنی روح کو بھیجا کرتا تھا۔''

وهذه دولة الاشباح قد حضرت
فامدد يمينك كي تحظى بها شفتي

''اب تو میں خود بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوں۔ دستِ پاک نکالیے تاکہ میں بوسہ دے کر دل کی حسرت پوری کرسکوں۔ دستِ مبارک باہر آیا جس کو آپ نے بوسہ دیا ہزارہا آدمیوں نے اس کو دیکھا۔'' (ضیاء القرآن)

غور فرمائیں کہ بالفرض یہ بات صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو بھی جائے کہ کسی بزرگ نے روضۃ الرّسول یا کسی قبر کے پاس جا کر فوت شدہ بزرگ سے مدد مانگی ہو تو کیا اس کا عمل امت کے لیے دلیل اور اللہ کے ہاں قابلِ قبول ہوگا؟ جبکہ قرآن مجید من دون اللہ کو پکارنے سے بار بار منع کرتا ہے۔ من دون اللہ کا معنی ہے ''اللہ'' کے سوا۔ اس میں حجر و شجر، شمس و قمر، اولیاء اور انبیاء شامل ہیں، لہٰذا قرآن مجید کی تاویلات کرنے کی بجائے سیدھے طریقے سے اس کا فرمان قبول کرنا چاہیے یہی ہدایت کا راستہ ہے۔

عقل وانصاف کا تقاضا

عقل کے ساتھ انصاف فرمائیں کہ جو لوگ دنیا سے چل بسے اور زندگی بھر لوگوں کو من دون اللہ سے روکتے رہے اور اپنے مریدوں کو صرف اللہ کے حضور دعائیں کرنے کی تلقین اور تبلیغ کرتے رہے ان کے رخصت ہونے کے بعد لوگوں نے ان کی قبروں پر مزار بنائے اور شرک کے اڈے قائم کیے، اگر وہ لوگوں کی فریاد سنتے ہوں اور اپنی قبروں پر سجدے، رکوع کرتے ہوئے دیکھتے ہوں تو کیا ان کو خوشی ہوگی یا پریشانی؟ ظاہر بات ہے ان کو پریشانی ہوگی۔ کیا اللہ تعالیٰ انبیائے کرامؑ اور اپنے صالح بندوں کو موت کے بعد کوئی پریشانی آنے دیتا ہے؟ بالکل نہیں، اس لیے انصاف کا تقاضا ہے کہ نہ وہ سنتے ہیں اور نہ کسی کو دیکھتے ہیں اور نہ کسی کی مدد کر سکتے ہیں۔ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ ﻩ وَ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّ لَاۤ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ''کیا وہ انھیں شریک بناتے ہیں جو کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے گئے ہیں اور نہ ان کی کوئی مدد کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی مدد کر سکتے ہیں۔'' (الاعراف: 191-192)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بددعا پانے والے بدنصیب

ابوثوبان محمد سلیمان شاکر

نماز عصر کی قضاء پر بددعا

مسلسل جنگی مہمات اور فتوحات کے بعد جب گردش لیل ونہار نے مسلمانوں کے اثر ونفوذ کو وسعت وترقی دے دی تو یہود اپنی دسیسہ کاریوں خباثتوں اور سازشوں کے نتیجے میں ملنے والی ذلت ورسوائی کو بھلا کر قبائل قریش سے پھر ساز باز کرنے لگے جس کی بناء پر کم وبیش 10 ہزار کافروں کا ایک لشکر مدینہ کے اطراف واکناف میں جمع ہو گیا اور نبی ﷺ نے اس کی اطلاع پاتے ہی مجلس شوریٰ کا اہم اجلاس طلب فرمالیا۔

دفاعی تدابیر (Defense) کی مشاورت میں سیدنا سلمان فارسیؓ کے مشورے کو سب نے پسند کیا کہ ہم اپنے دفاع کے لیے مدینہ کے اردگرد ایک خندق کھود لیتے ہیں۔ اس حکمت عملی پر فوراً عملدرآمد کے لیے ہر دس، دس آدمیوں کو 60 فٹ خندق کھودنے کا کام سونپ دیا گیا، خود نبی کریم ﷺ بنفس نفیس اس کار خیر میں شامل تھے۔ کفار مکہ کے لیے یہ ایک خلاف توقع چیلنج (On the contrary Challenge) بن گیا اور ان کی اُمیدیں خاک میں مل گئیں، ان کے حوصلے دم توڑ گئے اور مقابلے کا جنون حرف غلط کی طرح مٹ گیا۔

ایسے حالات میں بھی کچھ غرور وگھمنڈ کے نشے میں چور خام خیالوں نے مقابلے کی ناپاک جرات کی جس کو مجاہدین حرنے آن کی آن مٹی میں ملا دیا۔ اس دوران سیدنا عمر فاروقؓ کفار کو زدو وتوبیخ کرتے ہوئے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! آج میں بمشکل سورج ڈوبتے ڈوبتے نماز عصر پڑھ سکا، رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: میں تو ابھی تک نہیں پڑھ سکا پھر صحابہ کرامؓ کے ساتھ وادی بطحان میں اترے اور نماز عصر و مغرب ادا کی، اس وقت سورج غروب ہو چکا تھا، تب آپ ﷺ نے بددعا فرمائی: ملأ الله عليهم بيوتهم وقبورهم نارا۔ "اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے (جن کی وجہ سے ہماری نماز عصر قضاء ہوئی)۔" (صحیح بخاری 590/2 رقم الحدیث 4111)

یہاں پر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ کو نماز عصر کس قدر محبوب تھی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کہیں عصر کے وقت کی قسم کھائی اور کہیں اس کی حفاظت یعنی بروقت ادائیگی کا حکم جاری فرمایا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے نماز عصر کی اہمیت کے متعلق فرمایا: **الذی تفوته صلوة العصر فكأنما وتر اهله وماله** جس شخص کی نماز عصر فوت ہو جائے گویا کہ اس کے اہل وعیال اور مال لٹ گیا۔ (صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوۃ باب اثم من فاتته العصر رقم الحدیث: 552)

سیدنا بریدہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **من ترك صلوة العصر فقد حبط عمله** جس نے جان بوجھ کر عصر کی نماز چھوڑی اس کے سارے اعمال برباد ہو گئے۔ (صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوۃ باب اثم من فاتته العصر رقم الحدیث: 553)

خوف طوالت سے میں اس بحث کو اسی دعا کے ساتھ یہاں ختم کرتا ہوں کہ اللہ ہم سب کو نماز پنجگانہ کا عادی و پابند بنائے اور ہم اس بات کا عزم بالجزم کرلیں کہ اپنی سفید و مطہر ردائے ایمان پر ترک نماز کا دھبہ نہیں لگنے دیں گے۔

بائیں ہاتھ سے کھانے والے کو بددعا

سیدنا سلمہ بن اکوع ؓ فرماتے ہیں: ان رجلا اکل عند رسول اللہ ﷺ بشمالہ فقال کل بیمینک قال لا استطیع قال لا استطعت مامنعہ الا الکبر قال فما رفعھا الی فیہ
رسول کریم ﷺ نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتے دیکھا تو فرمایا دائیں ہاتھ سے کھاؤ، وہ کہنے لگا کہ میرا دایاں ہاتھ اٹھتا ہی نہیں (اس نے یہ تکبر سے کہا تھا) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کرے تیرا دایاں ہاتھ کبھی بھی نہ اٹھے۔'' صحابہ کرام ؓ فرماتے ہیں کہ اس بددعا کا اس پر اتنا اثر ہوا کہ وہ اس کے بعد دایاں ہاتھ اٹھانا بھی چاہتا تو اٹھا نہ پاتا۔ (صحیح مسلم کتاب الاشربہ باب آداب الطعام والشراب واحکامھما رقم الحدیث: 2021)

دراصل دین اسلام ہماری زندگی کو معاشرتی، اقتصادی، سیاسی اور ثقافتی لحاظ سے منظم کرنے کا خواہاں ہے، اسی لیے ہمیں شریعت اسلامیہ کے روح افروز قوانین کی پابندی کی تاکید کی گئی اور میدان عمل میں نافع علمی اطوار کو اپنانے کا حکم دیا گیا ہے۔

غذا چونکہ انسانی جسم میں تحلیل ہو کے ویسے ہی اثرات مرتب کرتی ہے لہٰذا اسلام کا اولین تقاضا یہ ہے کہ ہمارا کھانا حلال کمائی کا ہو پھر حلال کو پاکیزہ طریقہ سے کھانے کا جو حکم دیا گیا، اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ایک مسلمان کھانے پینے کے آداب بھی ملحوظ خاطر رکھے تاکہ اس کی زندگی کے یہ لمحات بھی عبادت میں شمار ہو سکیں۔ اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جوتا پہننے، کنگھی کرنے، طہارت کرنے اور اپنے ہر کام میں دائیں جانب کو پسند فرماتے تھے۔ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب التیمن فی الوضوء والغسل رقم الحدیث 168)

آج جب اس معاشرے کی طرف نگاہ شوق اٹھا کے دیکھیں تو یہ نگاہ حسرت بن کے واپس پلٹتی ہے۔ ہماری تقریبات سے ملک بھر کے فائیو سٹار ہوٹلوں تک ہر جگہ امریکہ اور آکسفورڈ یونیورسٹیوں سے ڈگریاں لے کے آنے والے اعلیٰ آفیسرز بھی بائیں ہاتھ سے کھانا کھا کر نبی ﷺ کے اس مبارک فرمان کے تقدس کو پامال کرتے نظر آ رہے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
لایاکلن احدکم بشمالہ ولایشربن بھا فان الشیطن یاکل بشمالہ ویشرب بھا۔ بائیں ہاتھ سے مت کھاؤ کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث 2020)

آپ اندازہ کریں کہ یہ کتنا سنگین جرم ہے جسے ہم بالکل معمولی سمجھتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی مول لے رہے ہیں۔

مغربی ثقافت (Western Culture) کے پیروکار اپنے رہبر کامل ﷺ کے فرامین حسنہ اور مکمل ضابطہ حیات دین اسلام کی تعلیمات سے کوسوں دور جا چکے ہیں۔ بالخصوص نئی نسل روشن خیالی کی خام خیالی میں اس جرم کی مرتکب ہو کر رسول اللہ ﷺ کی بددعا کی مستحق بنتی جا رہی ہے جبکہ ہمیں غیر مسلموں کے طریقہ کو اپنانے پر وعید سنائی گئی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: من تشبہ بقوم فھو منھم جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہوگا۔ (سنن ابی داود کتاب اللباس رقم الحدیث: 4031)

گانے بجانے والے پر بددعا

سیدنا ابوبرزہ ؓ فرماتے ہیں: کنامع رسول اللہ ﷺ فی سفر فسمع رجلین یتغنیان واحد ھما یجیب الآخر وھو یقول لایزال حواری تلوح عظامہ زوی الحرب عن یجن فیقبرا فقال النبی ﷺ انظروا من ھما قال فقالوا فلان وفلان قال فقال النبی ﷺ اللھم ارکسھما رکسا ودعھما الی النار دعا ہم سفر میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ سفر پر تھے پس آپ نے دو آدمیوں کو گانا گاتے سنا، ان کے اس فعل پر نبی ﷺ اتنے برہم ہوئے کہ آپ نے اسی لمحہ اللہ کے حضور بددعا کے لیے ہاتھ

مبارک اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ! ان دونوں کو تباہ فرما اور رسوائی کے ساتھ جہنم کی آگ میں داخل فرما۔ (مسند احمد 421/4 رقم الحدیث 19780)

کتنا قبیح فعل ہے گانے بجانے کا کہ جس کے سبب انسان رسول عربی ﷺ کی بددعا پا کر دنیا و آخرت برباد کر لیتا ہے۔ مذہب اسلام کی بنیاد قرآن وسنت ہے، دین میں کسی بھی چیز کے جائز و ناجائز، حلت وحرمت کے یہی دو بنیادی ماخذ ہیں۔ انسانی وجود سرتاپاؤں انعامات الٰہیہ کا معلن ہے جس میں قوت سماعت کو بھی بڑا عمل دخل حاصل ہے۔

بحرالعلوم، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ سے جب سماع کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؒ نے فرمایا کہ سماع کی تمام قسمیں یکساں نہیں، ایک سماع وہ ہے جس سے دین میں نفع ہوتا ہے، ایک سماع وہ ہے جو رفع تکلیف اور حرج کے لیے مباح ہے، ایک سماع قرب الٰہی چاہنے والوں کا اور ایک سماع لہو ولعب پسند کرنے والوں کا ہوتا ہے۔ جس سماع کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے مشروع مقرر کیا ہے اور صحابہ کرامؓ وسلف صالحین جس سے قلب کی پاکیزگی اور نفس کی طہارت حاصل کرتے تھے وہ سماع آیات قرآنی ہے۔ امام صاحبؒ نے اپنے اس موقف کی تائید میں قرآن حکیم کی بیسیوں آیات کے حوالے بھی پیش فرمائے جنھیں خوف طوالت سے یہاں میں عرض نہیں کر رہا۔

الغرض اس سماع کے ایمانی آثار، قدسی معارف اور پاک احوال اتنے ہیں کہ ان کو ضبط تحریر میں لانا مجھ جیسے ناتواں کے بس میں نہیں اس سماع کے فقط روحانی اثرات ہی نہیں بلکہ جسم پر بھی اس کے مستحسن آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ قلب میں خشوع پیدا ہوتا ہے، آنکھوں سے سیل اشک رواں اور بدن میں لرزہ طاری ہوتا ہے، قرآن مجید نے صحابہ کرامؓ کے ان اوصاف جلیلہ کی گواہی بیشتر مقامات پر دی، اس کے برعکس آج ہم کس سماع میں کھو چکے ہیں؟ جو سراسر شیطانی آواز، موجب عذاب ہے۔

ابلیس کے مہلت طلب کرنے پر اللہ تعالیٰ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا: واستفزز من استطعت منهم بصوتك تو جس کو اپنی آواز سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے۔ (بنی اسرائیل: 64) امام مجاہدؒ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ شیطانی آواز سے مراد هو الغناء والمزامير گانا اور آلات موسیقی ہیں۔ (المنتقی النفیس: ص 304 تفسیر ابن کثیر)

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء البقل "گانا دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو اگاتا ہے۔" (سنن بیہقی: 223/15) ہم آخر کیوں اس کے گناہ وعذاب سے بے پرواہ ہو کر دنیا و آخرت کی ذلتوں کا سودا کر رہے ہیں؟ موسیقی کو روح کی غذا کہنے والے غافلو! امام کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کے فرامین کی طرف نظر التفات کرو کہ یہ موسیقی روح کی نہیں بلکہ جہنم کی غذا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: من قعد الى قينة يستمع منها صب الله في اذنيه الآنك يوم القيمة۔ جو کسی گلوکارہ کی مجلس میں بیٹھ کر اس کا گانا سنے گا اللہ قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالیں گے۔ (الجامع الصغیر: 163/2)

مقام افسوس ہے کہ آج ہم ایسی ہی مجلسوں میں دن رات اللہ کی نافرمانی میں مشغول ہیں، اس لعنت کے بغیر ہمارا سفر سفر نہیں لگتا، کاروبار اس کے بغیر نہیں چلتا، یہیں پر بس نہیں بلکہ سارے دن کی اس بے عملی کے بعد ہماری ڈھٹائی کا یہ عالم کہ نوجوان کانوں میں ہیڈ فون لگا کر ساری ساری رات اس گناہ میں گزار رہے ہوتے ہیں جبکہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اعلان فرمایا: بعثت بكسر المزامير مجھے گانے بجانے کے آلات توڑنے کے لیے بھیجا گیا۔ (نیل الاوطار: 100/8)

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ اسی لیے دف، طبل اور بانسری سمیت تمام آلات موسیقی کو حرام قرار دیتے ہیں۔ (سنن بیہقی 222/10)

بعض صوفی ازم لوگ رقص وسماع کو نعوذ باللہ حضرات صحابہؓ کی طرف منسوب کر کے جواز بنانے کی سعی ناکام کرتے ہیں لیکن حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بالوضاحت فرمایا: لکن لم یثبت من ذلك شئی (فتح الباری 543/10) صحابہ کرامؓ سے ایسی کوئی چیز ثابت نہیں۔

والدین کے نافرمان پر بددعا

عن ابی ھریرۃ ؓ عن النبی ﷺ رغم انف ثم رغم انف ثم رغم انف قیل من یارسول اللہ ﷺ قال من ادرك ابویه عندالکبر احدھما او کلیھما فلم یدخل الجنة سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو، پھر اس کی ناک مٹی میں ملے (رسوا ہو) جو اپنے ماں باپ میں سے دونوں یا ایک کو بڑھاپے میں پائے اور ان کی خدمت کر کے جنت میں نا جا سکے، استغفر اللہ! یہ کیسا بدنصیب انسان ہے؟ جس کے متعلق اللہ کے نبی نے تین بار بددعا فرمائی۔
(صحیح مسلم کتاب البر والصلہ رقم الحدیث:6510)

تاریخ کے جھروکوں سے کبھی اقوام عالم کی ترقی وتنزلی کے حالات پرکھنے کا اتفاق ہو تو بلا مبالغہ آپ کو ہر کامیاب انسان کے پیچھے اس کے والدین کی انتھک کاوشوں کی جھلک ضرور دکھائی دے گی کیونکہ دنیا میں فقط یہی دو ہستیاں ایسی ہیں جو اپنی اولاد کے روشن مستقبل Bright Future کے لیے اپنا آج بھی قربان کر دیتی ہیں۔

ماں اور باپ برمبنی حروف ثلاثہ یہ دونوں لفظ انسان کی ابتداء اور انتہاء کے معلن ہوتے ہیں ان حروف کے بغیر بچہ ایک حرف بھی نہیں سیکھ سکتا۔ باپ سورج کی مانند ضرور ہوتا ہے مگر یہ نہ ہو تو زندگی میں اندھیرا چھا جائے، سورج کی حرارت نہ ملنے سے فصلیں کچی رہ جاتی ہیں، اسی طرح باپ کی تربیت کے بغیر ہم کچھ نہیں سیکھ پاتے۔

والدین ہی ہماری ہر کامیابی کا اولین زینہ اور کامرانی کا راستہ ہیں پھر کتنا بدنصیب اور احسان فراموش ہے وہ انسان جو منزل مقصود کو پا کر بھی اپنے حقیقی محسنوں کو فراموش کر دے ان کی نافرمانی کر کے دنیا وآخرت میں لعنتوں کا مستحق بن جائے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ملعون ہے وہ شخص جو اپنے والدین کی نافرمانی کرے۔ (الترغیب والترھیب باب الترھیب من عقوق الوالدین رقم الحدیث:2420) سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے ماؤں کی نافرمانی کو تم پر حرام کر دیا۔ (بخاری 324/1) اسی طرح سیدنا ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے باپ کو جنت کا درمیانی عمدہ دروازہ مقرر فرمایا۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الادب رقم الحدیث 3663) یہیں پر بس نہیں بلکہ آپ ﷺ نے باپ کی رضا کو رب کی رضا اور باپ کی ناراضگی کو اللہ کی ناراضگی ارشاد فرمایا۔ (ترمذی کتاب البر والصلہ رقم الحدیث 1899) اس لیے ان دونوں کے بغیر انسان کا کسی مقام کو پالینا بالکل ناممکن ہے۔

باپ Home State کا صدر بھی ہوتا ہے اور وزیر خزانہ Finance بھی۔ فرانسیسی مشہور ضرب المثل ہے: A father is a banker provided by nature چاہے اس کے لیے اسے اپنی ہمت سے لڑلڑ کے بھی جانفشانی کیوں نہ کرنی پڑے تمام مخلوقات میں صرف انسان کے والدین ہی مرتے دم تک اپنی اولاد کی فکر میں گھائل رہتے ہیں۔

اظہر من الشمس ان حقائق بالا کے بعد بھی اگر ہمارے والدین ہمارے غصہ سے ڈرتے ہوئے ہمیں نصیحت تک کرنی چھوڑ دیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ ہماری بدنصیبی کے دن شروع ہو چکے ہیں۔ بقول شاعر

وہ لفظ ڈھونڈ رہا تھا لرزتے ہونٹوں سے
ضعیف باپ نے بیٹے سے بات کرنی تھی

کتنا بدنصیب ہے وہ انسان جو اپنے والدین کی نافرمانی کا سنگین جرم کر کے نا صرف رسول کریم ﷺ کی بددعا مول لیتا ہے بلکہ دنیا و آخرت کی ذلتیں بھی اس کا نصیب بن جاتی ہیں۔ □□□

میرے عالم باعمل والد محترم

قاری عنایت اللہ ربانی کاشمیری

والد محترم حضرت مولانا فضل الرحمن ہزارویؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں جنگڑہ ہزارہ میں حاصل کی۔ والد محترم پہلے حنفی المسلک تھے، حضرت مولانا عبدالغنیؒ اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحمید ہزارویؒ سے پڑھنے کے بعد اہلحدیث ہو گئے، بعدازاں مولانا اسماعیل ذبیحؒ آف راولپنڈی سے کسب فیض کیا، والد صاحبؒ کی تبلیغ پر ہی باقی سارا گھرانہ بھی اہلحدیث ہوا۔ سب سے آپ نے پہلے بوریوالہ کے قریب گاؤں میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیے، پھر چک نمبر 125ای، بی عارف والا میں 17-18 سال امامت وخطابت کی۔ پھر یہیں تیرہ سال میں پہلی دفعہ صبح کے درس میں قرآن مجید مکمل کیا۔

بڑی بہترین ترتیب اور پابندی سے بروقت ہر کام کرتے تھے، تقریباً اڑتالیس سال قبل دیہاتی زندگی میں بھی نماز پنجگانہ بروقت، درس قرآن وحدیث، بچوں کی پڑھائی، روزانہ تقریباً آٹھ گھنٹے قرآن مجید کی تلاوت اور مطالعہ، گھر میں والدہ صاحبہؒ اور دادی محترمہؒ کے ذریعے بچیوں کی پڑھائی کا انتظام، بلاتفریق ہر مسلک کے لوگوں کی خوشی وغمی میں شرکت کرتے، دور دراز سے لوگ مسائل پوچھنے، دم کروانے، خطبہ جمعہ پڑھنے اور عیدین میں شرکت کے لیے آتے، مسائل کے بیان میں کسی بڑے سے بڑے صاحب مال واقتدار کی پرواہ نہ کرتے اور خوب تیاری کرکے ڈٹ کر باطل مذاہب کا رد کرتے تھے۔ انداز مہذب اور ناصحانہ ہوتا، تاکہ دیگر مسالک کے عوام برا نہ منائیں۔

1981ء میں جب گوجرانوالہ شفٹ ہوئے تو اس وقت بچوں کی تیسری پشت پڑھ رہی تھی، بوڑھوں، جوانوں اور بچوں نے بالترتیب آپ سے استفادہ کیا، مسلم چک، کوٹلی مہاراں میں امامت وخطابت کی، پھر بکی فتو منڈ جناح روڈ گوجرانوالہ میں رہائش اختیار کی اور مستقل خطابت چھوڑ کر تصنیف وتالیف کی طرف متوجہ ہوئے اور خطبات کی طرز پر پانچ کتابیں تالیف کیں جو ان کے لیے عظیم صدقہ جاریہ ہیں۔ پرائیویٹ طور پر تدریس جزوقتی جاری رکھی اور ساتھ ہی محلہ کی ''طلحہ مسجد'' پنواری والی میں ترجمہ کلاس اور حدیث شریف تادم وفات پڑھاتے رہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

اخلاق وکردار

والد صاحبؒ بڑی شرمیلی طبیعت کے مالک تھے۔ ہمیشہ نظریں جھکا کر چلتے، راہ چلتے فضول میں دائیں بائیں نہ دیکھتے تھے۔ کوئی خاتون یا بچی دم کروانے آتی تو حسب عادت نظریں جھکا کر پڑھتے اور چہرہ اٹھا کر آنکھیں بند کرکے پھونک دیتے۔ بعض اوقات عزیز واقارب سے بچیاں اکٹھی ہوتیں تو کئی دفعہ ایک کا نام دوسری پر بول دیتے۔ والدہ صاحبہ (اللہ تعالیٰ انھیں صحت وسلامتی عطا فرمائے) کہتیں کہ آپ اپنی عزیزات کے نام ہی بھول جاتے ہیں تو فرمانے لگے کہ میں نے کبھی نظر بھر کے انھیں دیکھا ہی نہیں اس لیے ایسا ہوتا ہے۔ بلند اخلاق اور پاکیزہ کردار کی وجہ سے گلی محلہ، جماعت والے اور شاگردان کا وسیع حلقہ یہی کہتے ہیں کہ صرف آپ لوگ ہی یتیم نہیں ہوئے بلکہ ہم بھی یتیم ہو گئے ہیں۔

نوجوان علماء وقراء کی حوصلہ افزائی

کتنے ہی دوست احباب نے مجھے ذاتی طور پر بتایا کہ کئی مواقع ایسے آئے کہ ہمیں نماز، درس، تقریر اور خطبہ جمعہ کا موقع دیا اور پھر تنہائی میں ہماری غلطیوں کی تصحیح کرتے ہوئے رہنمائی بھی اور وہ باتیں آج تک ہمیں فائدہ دے رہی ہیں۔ مختلف وظائف اور نسخہ جات بتاتے، انتظامیہ اور عوام کے ساتھ روابط کے طریقے بتاتے اور احتیاطی پہلوؤں کی طرف خصوصی توجہ دلاتے اور بعض دفعہ کتابیں ہدیہ بھی دیتے تھے۔ مولانا خالد گرجاکھیؒ نے تبلیغی مشن کے لیے جو آٹھ رکنی علماء کا بورڈ بنایا ہوا تھا اس میں والد محترم بھی تشریف لے جایا کرتے تھے بلکہ مختلف مقامات پر خطابات کرتے اور کتنے ہی لوگوں نے ان سے متاثر ہو کر مسلک اہلحدیث قبول کیا

علماء وقراء کے انتہائی قدردان

اسلاف کے بڑے قدردان تھے، بڑی شدومد کے ساتھ ان کا

ذکر کرتے تھے۔ بالخصوص مناظر اسلام حافظ عبدالقادر روپڑیؒ، مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ، حضرت لکھویؒ، مولانا گورداسپوریؒ، مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ اور سید داؤد غزنویؒ کے جماعتی، دینی، تنظیمی اور تبلیغی کارناموں پر تذکرہ کیا کرتے تھے۔ بیماری کے ایام میں جامعہ اسلامیہ سلفیہ مسجد مکرم کے اساتذہ بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے تو انتہائی نقاہت کے باوجود کہنے لگے کہ مجھے اٹھا کر بٹھاؤ علماء آئے ہیں اور پھر کتنے ہی اکابر علماء کے تذکرے کیے۔ جب اساتذہ واپس تشریف لے گئے تو آنکھوں میں آنسو آ گئے، والدہ محترمہ فرمانے لگیں آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمانے لگے نورانی چہروں والے، یہ قرآن وحدیث پڑھانے والے میرے بیٹے کے ساتھ مجھ گنہگار مریض کو دیکھنے آئے ہیں اس لیے خوشی کے آنسو نکلے ہیں۔ چار ماہ کی شدید علالت کے دوران بھی بڑی اُداس طبیعت کے ساتھ اکابر علماء کا تذکرہ کرتے اور خوب ان کے محاسن بیان کرتے تھے۔

تقویٰ وپرہیزگاری

ماشاءاللہ بڑے متقی اور پرہیزگار، پابند صوم وصلوٰۃ، متبع سنت، شریعت پسند اور شریعت کے پابند انسان تھے، خلاف سنت شادی میں نکاح کے لیے نہ جاتے، کئی سربراہان انتظامیہ کو منتیں کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے، گاؤں میں خطابت کے دوران (تیس، پینتیس سال قبل) ایک آدمی کہنے لگا مجھے فلاں کام کے لیے تعویذ بنا دیں، تحفۃً سات یا دس بکریاں دوں گا، کہا تعویذ اور پھر کام بھی درست نہیں اس لیے نہیں بنا کر دوں گا۔

ایک دفعہ ایک جگہ چار پانچ لوگوں میں بیٹھ کر ڈرائی فروٹ کھایا، کھلانے والے کی حیثیت اور اتنا زیادہ ڈرائی فروٹ، شک گزرا تو کسی طریقے سے پوچھا کہ کہاں سے خریدا ہے؟ اس دوکان پر جا کر اتنا ہی ڈرائی فروٹ خرید کر اس کو پیسے دے کر کہا کہ اس کو یہاں رکھو واپسی پر لیتا جاؤں گا پھر لینے ہی نہ گئے، یوں پھر اتقوا الشبھات کا عملی نمونہ بھی ظاہر ہوا۔

بیماری کے ایام اور وفات

ہیپاٹائٹس سی جیسے موذی مرض میں مبتلا رہے۔ جس طرح پوری زندگی کبھی نماز نہ چھوڑی، نہ ہی گھر میں پڑھی اور نہ ہی لیٹ کی۔ اسی طرح ایام بیماری میں بھی نماز نہ چھوڑی، مسواک بھی ہمیشگی سے کرتے، لاٹھی کے سہارے مسجد میں جاتے اور باجماعت نماز ادا کرتے، نماز کے بارے میں تساہل ناقابل برداشت تھا۔

آخری ایام میں جب زیادہ نحیف ہو گئے تو بارگاہِ الٰہی میں التجا کرتے ہیں کہ یااللہ! اور زیادہ محتاج نہ کرنا۔ وفات سے کچھ دن قبل اپنی ترجمہ وحدیث کلاس مسجد طلحہ والی اپنے ساتھی مدرس کے حوالے کی اور نوجوانوں کو بلا کر ان سے پڑھنے کی تلقین کی۔ ایک عزیز نے کہا کہ میں مسجد بنانا چاہتا ہوں تو اسے اپنی لکھی ہوئی کتابیں ایک ہزار کی تعداد میں دیں کہ بیچ کر ایک لاکھ روپیہ مسجد میں لگا دینا۔

میری مسجد عارف اور چھوٹے بھائی کی مسجد کے نمازیوں کے لیے تحفۃً پچاس، پچاس کتابیں دیں۔ اللہ قبول فرمائے۔ آمین مجھے فرمانے لگے کہ تم مجھے ساتھ لے چلو جہاں میں پڑھاتا ہوں تم بھی پڑھایا کرو۔ بچے پڑھائی میں چلے ہوئے ہیں، ان کا نقصان نہ ہو لیکن افسوس! کہ میں ایسا نہ کر سکا۔

خاندان میں کئی ایک کے درمیان صلح وصفائی، معافی تلافی کرائی اور خود بھی کئی دفعہ سب سے معافی تلافی کرتے رہے ہمیشگی سے ورد ووظائف کرتے تھے، علالت کے دوران بھی وظائف کا سلسلہ جاری رہا۔ وفات سے ایک دن قبل ہسپتال میں طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو اس دوران بھی انگلی کھڑی کر کے کلمہ طیبہ کا ورد کرتے رہے۔ اہلیہ بتا رہی تھیں کہ بڑی باجی کہہ رہی تھیں کہ خواب میں جہاں بہت اچھے نظر آئے وہاں کلمہ پڑھتے ہوئے بھی نظر آئے، خود مجھے ماشاءاللہ چار دفعہ خواب میں بہت اچھی کیفیت میں نظر آئے۔ الحمدللہ رب العالمین

ایک دفعہ رات کے آخری حصے میں تقریباً ایک دو بجے واپس مسجد مکرم آ گئے۔ بیٹا محمد ابوبکر سلمہ سو چکا تھا، والد محترم نے جب صبح وضو کیا تو وہ پاس ہی تھا اُس نے بتایا کہ بابا دادا ابو نے بڑا کمال کا وضو کیا ہے یعنی صحت اور بیماری میں بھی اہتمام کے ساتھ وضوء، مسواک اور نماز کی طرف

رغبت کرتے تھے۔ آخری صبح وضوء کے بعد نقاہت کی وجہ سے لیٹ گئے اور نماز شروع کر دی۔ ہاتھ باندھے ہوئے ہیں کہ اسی نماز کی حالت میں ہی موت آ گئی، آنکھیں ٹھہر گئیں اور گفتگو کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

ایک دعا

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس مسیج کے مصداق کر دے جس کی نماز اچھی اس کی زندگی اچھی، جس کی زندگی اچھی اس کی موت اچھی جس کی موت اچھی اس کی قبر اچھی، جس کی قبر اچھی اُس کی آخرت اچھی اور جس کی آخرت اچھی اس کی جنت پکی۔ **اللھم اجعلنا منھم** بس اسی حالت میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے **انا للہ وانا الیہ راجعون** اور آخری وقت میں یہ دعا بھی قبول ہو گئی کہ یا اللہ! مجھے صبح کی نماز کے بعد موت آئے۔ **اللھم اغفرلہ وارحمہ۔**

نماز جنازہ

والد محترم کی نماز جنازہ حضرت حافظ اسعد محمود السلفی نے بڑے رقت آمیز انداز میں پڑھائی، حافظ صاحب اور مولانا حکیم عثمان بشیر سعیدی صاحب نے چند کلمات خیر بھی کہے۔ شہر بھر اور دور دراز سے علماء، قراء، حفاظ، طلباء اور عوام الناس کثیر تعداد میں تشریف لائے اور اللہ کے اس بندے کے لیے دعائے مغفرت کی اور سپرد خاک کیا۔ **جزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدارین** ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان بزرگوں کے پاکیزہ مشن کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

□□□

کیا بات ہے اگر ہو اخلاق بھی محمدی؟

قاری تاج محمد شاکر (پتوکی)

مل جائیں گی خوشیاں تجھے دونوں جہاں میں	سینے سے لگا لے اگر سنت محمدی ﷺ
سیرت بھی محمدی ﷺ ہو تو صورت بھی محمدی ﷺ	خلوت بھی محمدی ﷺ ہو تو جلوت بھی محمدی ﷺ
ہیں آپ ﷺ کے اقوال و اعمال ہی اسوہ	کردار میں اپنا لے اگر عشرت محمدی ﷺ
افعال ہوں خیالات ہوں یا رنگ و جمال	ہر طرف نظر آئے عظمتِ محمدی ﷺ
اللہ کا فرمان ہے فرمانِ محمد ﷺ	فرمانِ محمد ﷺ ہی ہے دولت محمدی ﷺ
اے خوشا مبارک تجھے الفت محمدی ﷺ	کیا بات ہے تیری ہو تجارت بھی محمدی ﷺ
گھر تیرے میں راحت ہے چاہت ہے محمدی ﷺ	کیا شان ہے تیری ہو عبادت بھی محمدی ﷺ
تمدن ترا تہذیب تیری کچھ بھی نہیں ہے	کردار میں چمکے نہ اگر سنت محمدی ﷺ
دشمن پہ ترے رعب تیری ہیبت کا اثر کیا	جب تک نہ ہو جوانی میں جرات محمدی ﷺ
نعروں سے کوئی امن کی نہ بات بنے گی	جب تک نہ ہو نافذ یہاں شریعت محمدی ﷺ
جلسے بھی سیمینار بھی محافل بھی سنی ہیں	کیا فائدہ کے جب تک نہ ہو سنت محمدی ﷺ
تیرے دیس کو توحید سے اُجالا ملا ہے	بنیاد اس کی ہے ختم نبوت محمدی ﷺ
جب تک نہ ہو دل میں تیرے اسلام کی غیرت	تاج کس طرح مانوں کہ محبت ہے محمدی ﷺ

وحی الٰہی کا واضح انکار

قسط نمبر 6

عطاء محمد جنجوعہ

وطن عزیز میں روشن خیالی کی طرف پیش قدمی کا ثبوت پیش کرنے کے لیے دھوم دھام سے بسنت بھی منائی گئی اور میراتھن ریس کا سلسلہ بھی شروع ہوا، گوجرانوالا میں مزاحمت کے دوران اہل حدیث یوتھ فورس کا ایک نوجوان ٹانگ سے محروم ہو گیا۔ امریکی فوجیوں نے گوانتا ناموبے کی جیل میں قرآن پاک کی بے حرمتی کی، الشریعۃ نے ان کی مذمت میں چند سطور تک نہیں لکھیں، عالم اسلام میں فقہ اسلامی کی تشکیل جدید کی ضرورت واہمیت پر زور دیا جارہا ہے مولانا محمد یوسف لدھیانوی مرحوم نے اس کو ''بے قید اجتہاد'' سے تشبیہ دی ہے۔

مذکورہ عنوان کے تحت لکھتے ہیں: ''ایک عرصہ سے شور محشر برپا ہے کہ علماء تقاضائے وقت سے نابلد ہیں، انھوں نے اجتہاد کا دروازہ بند کر رکھا ہے، زمانہ کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہے اور یہ ابھی تک بسم اللہ کے گنبد میں محصور ہیں وغیرہ وغیرہ۔ علماء دین کے خلاف شور مچانے والے حضرات کسی ایک چیز کا نام تو لیں کہ دین کا فلاں تقاضا سامنے آیا اور علماء نے اس میں غفلت سے کام لیا اور وقت کے تقاضے کو چیلنج نہیں کیا۔ ہاں! یہ کہنا صحیح ہے کہ لوگوں کی خواہشات منشائے الٰہی کے خلاف تھیں علماء نے ان کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا۔

مولانا انور شاہ کاشمیری علامہ اقبال مرحوم کی دعوت پر ان کے مکان پر فروکش تھے۔ تاجروں کے ایک نمائندہ وفد نے حضرت سے عرض کیا کہ ہماری قومی معیشت بہت پیچھے رہ گئی ہے اور زمانہ برق رفتاری سے ترقی کر رہا ہے۔ اب علماء کو ''اجتہاد'' سے کام لینا چاہیے اور بینک کے سود کے جواز کا فتویٰ دینا چاہیے۔ ان کی مسجع تقریر سن کر حضرت شاہ صاحب نے بڑی متانت سے فرمایا: ''بھائی اگر تم دوزخ میں جانا چاہتے ہو تو سیدھے چلے جاؤ، مولویوں کو پل کیوں بناتے ہو''؟

(الفاروق، جمادی الاولیٰ 1426ء)

الغرض لوگ علمائے کرام سے جس اجتہاد کی توقع رکھتے ہیں، وہ یہ ہے کہ لوگوں کی خواہشات جس چیز کو تقاضائے وقت سمجھتی ہوں علماء کرام کو بلا تکلف اس کی حلت و جواز کا فتویٰ دے دینا چاہیے گویا موجودہ لادینی نظام تو جوں کا توں رکھا جائے، اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کی جائے، البتہ علمائے کرام ''اجتہاد'' کے ذریعے قرآن وسنت کو اس بگڑے ہوئے نظام پر فٹ کرنے کا فریضہ انجام دیں۔

دور فاروقی ؓ سمیت خلفائے راشدین کا تعامل ملت اسلامیہ کے لیے مشعل راہ ہے، اس دور میں اسلامی احکام اور قانونی مسائل کی جو تعبیریں ہوئیں وہ ہمارے لیے حجت ہیں۔ قرآن وسنت کے احکام اور خلفائے راشدین کے دور کی تعبیر میں تغیر وتبدل اور منسوخ کرنے کا اختیار موجودہ دور میں کسی کو حاصل نہیں۔

اجتہاد کسی امر کی شرعی حیثیت کے تعین کے لیے ہوتا ہے۔ عصر حاضر میں کسی امر کی شرعی حیثیت (حلت وحرمت) کا جائزہ لینا ہو تو صرف کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے۔

استاذ تفسیر مولانا حمید الرحمن عباسی فرماتے ہیں: قاضی کو بوقت ضرورت اجتہاد کی اجازت ہے، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں اور دونوں کے دائرہ اور حدود کے اندر رہ کر قاضی کو اجتہاد کا حق حاصل ہے اور اس وقت وہ منصور من اللہ بھی ہوگا اور کتاب اللہ اور سنت رسول یعنی وحی الٰہی کو چھوڑ کر اپنی طرف سے کسی پیغمبر کو بھی فیصلہ کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ (جلد ثامن ص 212 خلاصہ تفسیر القرآن)

عقیدہ ختم نبوت کی روشنی میں ہمارا پختہ ایمان ویقین ہے کہ قیامت کی صبح تک سیاسی ومعاشرتی ومعاشی نوعیت کے جتنے مسائل جنم لیں گے خواہ وہ مغربی فلسفہ کے پیداوار ہوں یا سائنس وٹیکنالوجی کے، ان کا حل کتاب وسنت میں موجود ہے۔

جدید دور کے مسائل کا قرآن وسنت کی روشنی میں حل تلاش کیا جاسکتا ہے لیکن مغربی افکار کو شرعی جامہ پہنانے کے لیے کتاب وسنت سے جواز تلاش کرنا قطعاً ناجائز ہے۔ مثلاً محمد علی درانی نے میراتھن ریس کے جواز کے لیے حج کے مخلوط ماحول میں طواف کا حوالہ پیش کیا۔ ایک اور صاحب نے کہا کہ ''ٹائی کا استعمال عام ہوگیا ہے لہٰذا ٹائی پہننے میں کوئی حرج نہیں'' اسلام میں موسیقی ممنوع ہے جب کہ اشراق کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ:

''ہمارے ہاں بالعموم یہ تصور پایا جاتا ہے کہ اسلام موسیقی کو ممنوع قرار دیتا ہے، استادگرامی جناب جاوید احمد غامدی کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اسلامی شریعت میں اس تصور کی کوئی بنیاد موجود نہیں، یہ مباحات فطرت میں سے ہے۔''

(ماہنامہ اشراق، مارچ 2004ء ص 2)

شریعت میں اجتہاد کی اجازت ہے لیکن اہل کتاب کی تقلید ناجائز ہے جنھوں نے اپنے اجتہاد سے کلام الٰہی میں تبدیلی کردی تھی۔

(البقرہ آیت 75 تا 79)

نماز میں اپنے اجتہاد سے تبدیلی کردی (سورۃ مریم آیت ۵۹)

شریعت میں اجتہاد کے لیے کڑی شرائط ہیں۔ مسلمان ہونا، مکلف ہونا اور عادل ہونا تو بنیادی شرائط ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ نے مفتی کے لیے پانچ اوصاف کا تذکرہ کیا ہے:

(1) وہ خالص نیت کا حامل ہو۔ (2) وہ شخص حلم وبردباری اور وقار وشائستگی جیسی صفات سے آراستہ ہو۔ (3) مسائل شرعیہ پر اسے مکمل عبور اور قدرت حاصل ہو۔ (4) کفایت شعار ہو جو کچھ لوگوں کے ہاتھ میں ہے وہ خود کو اس سے بے نیاز کرے وگرنہ لوگوں کے ہاتھوں کٹھ پتلی بن جائے گا۔ (5) وہ زمانے کے حالات اور لوگوں کے مکروفریب کو سمجھ سکے، صبر وشکر میں تمیز کرسکے۔

سائنسی علوم وفنون کے ترقی یافتہ دور میں گوناں گوں مسائل اُمڈ آتے ہیں جن کے حل کے لیے شرعی معیار پر پورا اترنے والے مجتہد پر اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے۔ نائن الیون کے بعد مسلم ممالک میں یہودی ورلڈ آرڈر کی پیش قدمی جاری ہے۔ حکمران طبقہ امریکی اشارے پر اسلامی معیشت، سیاست ومعاشرت کو تبدیل کرنے کے لیے احکام جاری کررہے ہیں۔ جبکہ بعض نام نہاد سکالران کی تائید کے لیے کتاب وسنت کی من مانی تعبیریں کررہے ہیں اُمت مسلمہ کے مستقبل کے لیے ان کا یہ فعل غیر دانشمندانہ قدم ہے

الفرقان الحق کی اشاعت پر ممکنہ خطرات

قرآن حکیم اللہ کی نازل کردہ آخری کتاب ہے جو دین اسلام کا بنیادی ماخذ ہے اور نبی کریم ﷺ کا اُسوہ حسنہ اس کی توضیح وتشریح ہے۔ چودہ صدیاں بیت گئیں قرآن انھی الفاظ میں آج تک محفوظ ہے جس طرح نبی کریم ﷺ پر نازل ہوا تھا اور یقیناً قیامت تک رہے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے، دیگر سماوی کتب محدود وقت کے لیے نازل ہوئی تھیں۔

حکمتِ خداوندی سے ان کی زبانیں بھی رفتہ رفتہ مردہ ہوگئیں اور نہ ہی کسی نے ان کی زبان یاد کرنے کا اہتمام کیا جبکہ قرآن مجید قیامت تک بنی نوع انسان کی رشد وہدایت کے لیے نازل ہوا، یہ رب کریم کا اعجاز ہے کہ اس کی زبان عربی آج بھی زندہ وتابندہ ہے چونکہ قرآن کا پڑھنا باعث برکت، اس کا سمجھنا باعث ہدایت اور اس پر عمل کرنا باعث نجات ہے۔

اس لیے ہر زمانے میں ہر سال لاکھوں کی تعداد میں بچے قرآن حفظ کرتے رہے۔ قرآن کریم کے فہم وادراک کے لیے ہزاروں کی تعداد میں دینی مدارس قائم رہے۔ جو وحی الٰہی کی روشنی میں نئی نسل کی روحانی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی تربیت کرتے رہے اور مسلم معاشرے میں مدنی تہذیب وتمدن کی نمایاں جھلک قائم رہی۔

صلیبی جنگوں میں غیور مسلمانوں نے دعوت وعزیمت کی تاریخ

رقم کی تو اہل مغرب نے پسپا ہو کر فکری محاذ کو محور بنالیا۔ نتیجتاً یورپی اقوام نے خفیہ پلان کے تحت خلافت اسلامیہ کو سبوتاژ کر دیا اور مسلم ریاستوں پر اپنا تسلط جمالیا۔ اس کے باوجود مغربی مفکروں نے کیمونزم کی بجائے اسلام کو ہی خطرہ سمجھا۔

لارنس براؤن یوں رقمطراز ہے: ''اسلام ہی صحیح معنوں میں ہمارے لیے ہمارے وجود کے لیے اور ہماری تہذیب وثقافت کے لیے حقیقی طور پر خطرہ ہے کیوں کہ تنہا اسی کے اندر ہی آگے بڑھنے، پھیلنے اور دوسری تہذیبوں اور ثقافتوں اور دوسری اقوام اور ان کے عوام کے قلوب و اذہان کو مسخر کرنے اور انھیں اپنے زیر اثر لاتے اور اپنے اندر جذب کرنے کی بدرجہ اتم استعداد وصلاحیت پائی جاتی ہے۔''

ایک اور مغربی مدبر نے اس استعداد وصلاحیت کی وضاحت کر دی۔ سینیٹر برطانوی وزیر گولڈ سٹون نے پارلیمنٹ کے ایک اجلاس میں قرآن مجید ہاتھ میں بلند کرتے ہوئے کہا تھا کہ جب تک یہ قرآن مسلمانوں کے دل ودماغ میں حکمران رہے گا اس وقت تک یورپ اسلامی مشرق کو نہ تو اپنے قبضے میں لاسکتا ہے اور اگر اسے اپنے قبضے یا تسلط میں لے بھی آئے تو وہ اپنے اس تسلط کو زیادہ دیر برقرار نہیں رکھ سکتا۔

(بحوالہ آئین اپریل ۱۹۹۴ء)

اہل مغرب نے اپنے دانشوروں کے تجزیوں کو داخل دفتر نہیں کیا بلکہ انھوں نے محکوم مسلم ریاستوں کے عدالتی نظام سے وحی الٰہی کے احکامات کو بے دخل کر دیا۔ دینی مدارس کو منہدم کر دیا اور ان کی جائیدادیں ضبط کر لیں۔ مزاحمت کرنے والوں کو پھانسی کے تختے پر لٹکایا یا کالے پانی میں بھیج دیا۔ آخر کار مخلص لیڈروں کی مسلسل تحریک آزادی کی بدولت مسلم ریاستیں آزاد ہوئیں لیکن مکار قوم نے ان کو اقوام متحدہ سے منسلک کر دیا۔

صیہونی تھنک ٹینک نے اقوام متحدہ کے ذریعے دنیا کے تمام ممالک کو اس بات کا پابند کر دیا کہ وہ امریکی دستور پر مبنی حقوق انسانی کے منشور کو عالمی قانون سمجھ کر اس پر دستخط کر دیں۔ اس عالمی قانون کا مقصد کرۂ ارض کے تمام ممالک کو ایک آئین اور ایک قانون کا پابند بنانا اور ان کی عوام کو مشترکہ تہذیب وتمدن میں ڈھالنا تھا۔

یہی وہ حائل رکاوٹ تھی کہ مسلم حکومتیں پرزور مطالبے کے باوجود شریعت مصطفی کو ملک میں رائج نہ کر سکیں۔ اگر کسی مسلم ملک کے آئین کے دیباچہ میں قرآن وسنت کا ذکر ہوا ہے لیکن جب تک عوام یا ان کے نمائندے قرآن وسنت کے ضابطہ کو پاس نہ کریں اس وقت تک وہ اسلامی ضابطہ ملک میں قانون کا درجہ حاصل نہیں کرسکتا۔ عوامی حاکمیت اور عالمی قانون کی پابندی کی وجہ سے مسلم ریاستوں میں قرآن وسنت کی حکمرانی قائم نہ ہو سکی۔

عالمی انسانی حقوق کی آڑ میں مسلم دنیا میں ذرائع ابلاغ کو شتر بے مہار آزادی حاصل رہی۔ انھوں نے مسلم معاشرے کو ہم نوا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اس سے قطعاً انکار نہیں کہ انھوں نے مخصوص طبقہ کو اپنا گرویدہ بنالیا ہے تاہم مسلم این جی اوز کی دفاعی حکمت عملی موثر رہی۔

ہر سال لاکھوں کی تعداد میں نئی نسل کے نوجوان دینی مدارس سے فارغ ہو رہے ہیں اور مشائخ عظام اسوۂ حسنہ کی روشنی میں تزکیہ کر رہے ہیں۔ مساجد میں دھماکوں کے باوجود نمازیوں کی رونق بحال رہی، مسلم معاشرہ میں روحانی تعلیم وتزکیہ کی بدولت اسلامی تشخص برقرار رہا اور مغربی تہذیب وتمدن کو تسلط جمانے میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا اور اصحاب الحدیث کے وزنی دلائل اور موثر حکمت عملی کامیاب رہی۔ فتنہ انکار حدیث سے مشرق میں وہ نتائج برآمد نہ ہوئے جن کی اہل مغرب کو توقع تھی چنانچہ صیہونی تھنک ٹینک کو دور کی سوجھی انھوں نے اسلام کے بنیادی ماخذ کو ہدف بنالیا۔

قرآن حکیم طاغوتی قوتوں کے خلاف جہاد کا حکم دیتا ہے جب تک وہ ظلم وتعدی سے باز نہ آجائیں اور عدل وانصاف کا دامن نہ تھام لیں۔ غیر مسلموں کی عزت، جان اور مال کو تحفظ فراہم کرتا ہے لیکن مسلمانوں کو یہود ونصاریٰ سے دوستی قائم کرنے سے منع کرتا ہے۔ مغرب کی حیوانی زندگی سے تنگ آکر اہل مغرب قرآن پڑھ کر سکون قلب کی دولت لوٹ رہے ہیں۔

اہل مغرب میں تحریف شدہ انجیل کا احترام چرچ تک محدود ہے وہ بھی ہفتے میں ایک دن حاضری کے لیے مخصوص ہے جب کہ وہ اپنی پرائیویٹ زندگی فرائیڈ کے نظریہ کے تحت گزارتے ہیں۔ ان کے برعکس مسلمان ایک صدی تک یورپ کے محکوم رہے اور 60 سال سے وہ بالواسطہ اقوام متحدہ کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں لیکن وہ ان کے سینوں کو قرآنی تعلیم سے محروم نہ کر سکے۔ افغانستان کی تاریخ اس امر کی شاہد ہے۔

جب مسلمانوں کو کامیابی نصیب ہوئی تو انھوں نے امارتی نظام رائج کیا اور حدود وقیود نافذ کر کے معاشرے میں عدل وانصاف قائم کردیا جو اہل مغرب کے نزدیک عالمی نظام کی صریحاً خلاف ورزی تھی۔ سی آئی اے اور موساد حرکت میں آئیں، انھوں نے 1999ء میں مسلمانوں کی غیرت کا امتحان لینے کے لیے انٹرنیٹ پر قرآن مجید کی چار جعلی سورتیں پیش کیں۔

محترم فہمی ہویدی صاحب نے ماہنامہ الفاروق کراچی جمادی الاول 1419ھ میں مذکورہ شیطانی اجزاء کا ترجمہ پیش کیا تاکہ مسلمان بروقت ناپاک جسارت سے آگاہ ہو کر موثر انسداد کر سکیں لیکن کسی دینی جماعت نے اپنی سرگرمیوں میں اس کو ہدف نہ بنایا اور نہ کسی مسلم حکمران نے امریکہ سے احتجاج کیا۔ امریکہ نے نائن الیون کے واقعہ کی آڑ میں افغانستان پر حملہ کیا اور عالمی نظام کے متبادل قائم ہونے والے شرعی نظام کو درہم برہم کر دیا۔ مسلم حکمران طبقہ بالواسطہ یا بلاواسطہ امریکہ کا حلیف بن گیا تو امریکہ نے عراق پر چڑھائی کر دی۔

امریکہ کی ایک صیہونی تنظیم نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے 2004ء میں خودساختہ ''الفرقان الحق'' کا پہلا پارہ شائع کر دیا۔ محترم محمد صالح مغل نے خودساختہ قرآن سے متعلق صیہونی لابی کی گھناؤنی سازش کو المنبر میں بے نقاب کیا۔ دینی جرائد افکار معاصرین کے تحت سیاسی چٹکلے تبصرے شائع کرتے رہتے ہیں لیکن کسی ادارے نے اس چشم کشا رپورٹ کو شائع کرنے کی زحمت گوارہ نہیں کی۔ بطور نمونہ چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

''جس کے مقدمے میں کہا گیا کہ'' خدا نے صفی کی طرف فرقان الحق وحی کی اور اس کے معانی کا ترجمہ انگریزی میں مہدی نے کیا۔ مزعومہ جز ''صلاح'' میں لکھا ہے: ''دوستی کرو دشمنی نہ کرو اور محبت کرو اور اپنے دشمنوں سے نفرت نہ کرو۔ تم اپنی تلواروں اور نیزوں کو بلند کر ڈالو۔'''' طہر'' میں کہا گیا ہے: ''گندگی اور پاکیزگی میں کوئی فرق نہیں اور نہ ہی زنا اور نکاح میں کوئی فرق ہے۔''

''فرائیق'' میں رسول اللہ کو شیطان سے تشبیہ دی گئی۔ (نعوذ باللہ) ایک مذکر شوہر کے لیے ایک مونث بیوی ہو اس سے زیادہ بیویاں رکھی گئیں تو وہ شیطان کی طرف سے ہوں گی'' جز ''مضاہاۃ'' میں کہا گیا ہے'' وہ لوگ گمراہ ہوئے جو اللہ کے راستے میں لڑنے اور مرنے والوں کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔''

''ملوک'' میں درج ہے: ''جو قتال وجہاد کا حکم دیتا ہے وہ خدا نہیں شیطان کمینہ ہے۔'' جز ''روح'' میں ہے: ''جس جنت کی خاطر خود کش حملے کیے جاتے ہیں وہ زانیوں اور بدکاروں کی جنت ہے۔'' سورۃ کبائر میں کہا گیا ہے'' جو کوئی بھی انجیل اور فرقان الحق کے علاوہ کسی اور کتاب کو صداقت کے طور پر اختیار کرتا ہے تو ہم (خدا) اس سے یہ قبول نہیں کریں گے۔''

اسی طرح سورۃ صلاۃ میں نماز کے بارے میں کہا گیا کہ'' نماز کے بغیر نیکی، نماز کے ساتھ گناہ سے بہتر ہے اور جو لوگ مساجد اور سڑکوں کی سائیڈوں پر نماز ادا کرتے ہیں وہ دیکھنے والوں کو اپنے منافق ہونے پر گواہ بناتے ہیں۔ پس جو کوئی بھی نماز پڑھنا چاہتا ہے وہ اپنے گھر میں گھس کر کمرے کا دروازہ بند کر کے نماز پڑھے۔'' (ماخوذ پندرہ روزہ ''المنبر'' 12 فروری، مارچ 2005ء)

غرضیکہ شیطانی لغویات نے اللہ کی وحدانیت سے انکار اور خاتم النبیین ﷺ کی عصمت کو ہر مقام پر داغ دار کیا ہے۔ نماز دین کا ستون ہے جو برائی اور فحاشی کے کاموں سے روکتی ہے۔ مسجد نظم جماعت کا بنیادی مرکز ہے اور جہاد ارکانِ اسلام کے تحفظ کے لیے کوہان ہے۔ (جاری ہے)

سعودیہ وزارت عدل کی دعوت پر اسلامک شرعیہ کونسل لندن کے وفد کا ڈاکٹر صہیب حسن کی زیر قیادت دورہ سعودی عرب

قسط نمبر 5

پروفیسر حافظ محمد عبدالاعلیٰ درانی (برطانیہ)

مدینہ منورہ قیام نہایت ہی مختصر رہا، حتی کہ اپنی مادر علمی مدینہ یونیورسٹی بھی نہ جاسکے اور نہ ہی وہاں کے طلباء سے مل سکے۔ کیا خوبصورت دور تھا جب مغرب کے بعد ہم تمام ساتھی باب الرحمہ کے باہر جمع ہوا کرتے تھے، ڈاک بھی وہاں تقسیم ہوتی تھی، اب تو وہ یادوں کا ہجوم ایسا کہ بھلائے نہ بھولے۔

آئی جو تیری یاد تو آتی چلی گئی
ہر نقش ماسوا کو مٹاتی چلی گئی

اب توسیع میں سارا مدینہ حرم بنا دیا گیا لیکن قدیمی شہر کی تصویریں ذہن میں نقش ہیں اور وہ زمانہ بہت یاد آتا ہے بلکہ بہت ستاتا ہے، رات دو بجے ریاض روانگی کا ٹائم بتا دیا گیا اور ہوٹل میں آج کا کھانا عربوں والا روایتی کھانا تھا جسے ہمارے ایک دوست نے اپنی نگرانی میں تیار کرایا تھا اور اس کی لذت میں مشائخ مدینہ کا خلوص اور مہمان داری کا تڑکا بہر حال اپنا مزہ دے رہا تھا۔

مدینہ منورہ سے ریاض روانگی

آخر کار مدینہ منورہ سے جدائی کی گھڑیاں آہی گئیں، اتنا عرصہ ارض طیبہ میں رہنے کے باوجود وہاں سے رخصتی ہمیشہ ہی دل و جان کے لیے تکلیف دہ رہی ہے۔

المغانم الطیبہ میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ سیدنا عبدالرحمن بن عوف کی پوتی حمیدہ بنت عمر بن عبدالرحمن بن عوف کی شادی شام سے آئے ہوئے ایک شخص سے ہوگئی اور وہ خاوند کے ہمراہ شام منتقل ہوگئی لیکن مدینہ کی جدائی اس پر بڑی شاق گزری، ایک دن کسی نے ابوقطیفہ کی نظم کے چند اشعار پڑھ دیے جس کا ایک شعر یوں ہے:

الا لیت شعری ھل تغیر بعدنا
جنوب المصلی ام کعھدی القرائن

کاش! مجھے معلوم ہوتا ہمارے بعد مسجد نبوی کی جنوبی آبادی پر کیا انقلاب آگیا ہے یا قرائن میرے اسی زمانے کی حالت میں ہیں۔ دلہن کا اشعار کو سننا تھا کہ ایک لمبا سانس کھینچا اور گر پڑی دیکھا گیا تو اس کی روح نکل چکی تھی۔

ہمیں بھی مدینہ سے جدائی بڑی کھل رہی تھی لیکن وزارت کی گاڑی کے ڈرائیوروں کی بے جا پھرتی نے ہمیں اپنی جان کے لالے ڈال دیے اور اسی عالم میں ایک بجے ہمارا قافلہ مدینہ ائیر پورٹ پہنچ گیا جہاں ہماری قہوے اور چائے سے تواضع کی گئی، ٹھیک دو بجے والے طیارے پر مولانا صہیب صاحب سمیت چار افراد پر مشتمل قافلہ چلا گیا، باقی ساتھی اگلے دس منٹ بعد والے طیارے میں جائیں گے تو میں نے چند سطور طیارے میں لکھیں اور گھنٹے بھر کی پرواز کے بعد پونے چار بجے ہم ریاض انٹرنیشنل ائیر پورٹ پر اترآئے جہاں اسی مخصوص حصے میں ہمیں لے جایا گیا اور پھر مولانا صہیب حسن والا قافلہ ہمارے بعد پہنچا جسے پہلے پہنچنا چاہیے تھا۔ یوں ہم ائیر پورٹ سے روانہ ہو کر قصر الضیافۃ والموتمرات بالناصریہ پہنچ گئے الحمد للہ۔

شاہ عبداللہ کمپلیکس برائے عدلیہ اور وزیر العدل سے ملاقات

اگلا پروگرام بتایا گیا کہ دو پہر ایک بجے وزارت عدل روانگی

ہے جہاں وزیر عدل شیخ عبدالکریم العیسی سے ملاقات ہوگی۔ڈیڑھ بجے ہم وزارت عدل کے مرکز پہنچے۔مدیر وزارت الشیخ ماجد اور قاضی المحکمہ حمد دحلان نے اپنے عملہ سمیت استقبال کیا اور شاہ عبداللہ کمپلیکس بارے میں بریفنگ دی یہ کمپلیکس حال ہی میں بنایا گیا ہے جس میں پورا عدالتی نظام کمپیوٹرائزڈ کیا گیا ہے۔وہاں سے فراغت کے بعد وزیر العدل الشیخ عبدالکریم العیسی سے ملاقات کے لیے لے جایا گیا۔انھیں مولانا صہیب صاحب نے اسلامک شرعیہ کونسل کے بارے بریف کیا،سوالات وجوابات کے ساتھ ساتھ ان سے کافی لمبی گفتگو ہوئی پھر ہم نے اکٹھے ہی کھانا کھایا۔

وزیر عدل ماشاءاللہ جامعۃ الامام محمد بن سعود کے فاضل ہیں اس لیے ان میں علماء والی عادات بدرجہ اتم موجود ہیں۔بہت کھلے دل ودماغ والے اور تکلفات سے بالکل عاری،نشست وبرخاست بڑی دل موہ لینے والی تھی،ان کی شکل وصورت،انداز تکلم دیکھ کر دلی کامل الشیخ عبداللہ بن عبد العزیز بن باز نور اللہ مرقدہ کی یاد تازہ ہوگئی۔میں نے وزیر عدل کو اپنے جذبات سے آگاہ کیا تو بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں،پیشانی کا دوبارہ بوسہ لیا کہ کاش!اللہ ہمیں انھی جیسا بنادے یہ ہیں سعودی عرب کے حکام اور دوسری طرف ہمارے وزراء ہیں کہ شکل وصورت مومنوں والی نہ کرتوتیں انسانوں والی۔

سعودی حکام کا عقیدہ توحید وسنت والا اور ہمارے وزیر عموماً قبر پرست اور توہمات کا شکار،نہ نماز نہ روزہ نہ تقوی اور نہ اخلاص ودیانت غالباً یہی وجہ ہے ہماری ذلت ورسوائی کی۔کھانے کے بعد TV والوں کو سب نے عربی اورانگریزی زبانوں میں اپنے اپنے تاثرات ریکارڈ کرائے اور چار گھنٹے وزیر العدل کے ہمراہ گزارنے کے بعد ہم واپس اپنی رہائش پر آگئے۔

مولانا عبدالمالک مجاهد سے غیر رسمی ملاقات

آج سے تیس سال پہلے عالم اسلام میں ایک نئی طرح لیے پیدا ہونے والا قرآن وحدیث کا اشاعتی ادارہ ''دار السلام'' کے مالک ہمارے بڑے ہی پیارے بھائی مولانا عبدالمالک مجاہد صاحب کا فون آگیا کہ رات میرے ہاں ضرور آیئے گا۔ان کے دو بیٹے عبدالغفار اور طلحہ ناصر مجھے لینے کے لیے آئیں گے۔

سکیورٹی سسٹم کی وجہ سے باہر سے کوئی ملاقات کے لیے آئے تو استقبالیہ میں بتانا پڑتا ہے یوں انھیں داخلے کا پروانہ مل گیا اور ان کے ہمراہ اپنے بھائی مجاہد صاحب کے گھر چلا گیا۔راستے میں مجاہد صاحب کے بیٹوں کو بتایا کہ آپ کے ماموں حافظ عبدالعظیم اسد اور حافظ عبدالمتین میرے شاگردوں میں سے ہیں اور آپ کے نانا مرحوم مولانا سلیم کیلانی سے بھی میرے بڑے اچھے مراسم تھے تو دونوں نوجوان بڑے خوش ہوئے۔مجاہد صاحب سے بڑی پرجوش ملاقات ہوئی۔

مجاہد صاحب سے ان کے بڑے بیٹے عکاشہ مجاہد کے بارے میں پوچھا کیونکہ یہ بچہ اپنی پیدائش کے چوتھے مہینے اپنے والدین اور دادی مرحومہ کے ہمراہ مدینہ منورہ ہمارے گھر میں مہمان ہوا تھا۔اسے دیکھنے کی بڑی تمنا تھی لیکن مجاہد صاحب نے بتایا کہ وہ پاکستان گیا ہوا ہے وہاں کا کاروبار دیکھتا ہے۔مجاہد صاحب کی اہلیہ ہماری بہن نے یہاں اور پاکستان میں دین کی اشاعت کا کام بڑے پیمانے پر کیا ہوا ہے۔اللہ انھیں جزائے خیر دے۔

مجاہد صاحب ''حضرت کیلانوالہ'' کے گدی نشینوں میں سے ہیں میرا ان کے ''کیلانی خاندان'' سے عقیدت ومحبت کا بڑا گہرا اور قدیمی رشتہ ہے۔بریڈفورڈ سے روانگی سے پہلے انھیں فون پر بتادیا تو انتظار میں رہے۔لیکن ہم ان تاریخوں میں روانہ نہ ہوسکے تو انھوں نے فون کرکے پوچھا یعنی پُرمحبت دوستی میں بہت جچے ہوئے آدمی ہیں۔تیس سال کا طویل عرصہ گزر گیا لیکن ہمارے تعلقات ومحبت میں کوئی کمی نہیں آئی اللھم زد فزد

دوران گفتگو اپنی جدو جہد کی کامیابیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے انھوں نے بارہا کہا یہ سب میری والدہ مرحومہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔میں نے کہا مجاہد بھائی ٹھیک ہے ماں کی دعائیں بھی بڑی کارگر ہوتی ہیں لیکن

اگر ہماری بہن شریک سفر نہ ہوتی تو شاید نری دعائیں اتنی انہونیاں نہ کرسکتی تھیں اس لیے والدہ مرحومہ کے ساتھ ہماری بہن کا نام ضرور لیا کریں۔ ہماری بہن نے بھی حال احوال پوچھا اس جوڑے کی اپنائیت اور محبت دیکھ کر دل ان کی سلامتی کی دعا نکلی: کثر اللہ امثالھم ۔

سپریم کورٹ ، ھائی کورٹ ،امام محمد بن سعود یونیورسٹی المھد القضاء الاسلامی اوروزارۃ العدل

صبح آٹھ بجے ہمارا قافلہ (المحکمۃ العلیاء) سپریم کورٹ پہنچا۔ چیف جسٹس جناب ڈاکٹر الشیخ ایہاب اور نائب الرئیس ڈاکٹر الحمدان نے استقبال کیا۔ وزارت کے تحت چلنے والے اداروں اور سپریم کورٹ کا سسٹم سمجھایا، ساڑھے گیارہ بجے تک ہم سپریم کورٹ میں رہے پھر ہائی کورٹ لے جایا گیا جہاں ہمارا استقبال کیا اور ہمیں عدالتی کارروائیوں اور طریق کار سے آگاہ کیا گیا۔

شرعیہ کونسل کی کارکردگی سنی تو دعائیں دی گئیں، ہر جگہ شرکاء وفد نے شرعیہ کونسل کی کارکردی پر روشنی ڈالی اور پوچھے جانے والے سوالوں کے جوابات دیے۔ کچھ سعودی سسٹم انصاف بارے پوچھا تو نورانی چہرہ ،پوری داڑھی، عالم باعمل قرآن وحدیث پر انحصار، نماز اور احکام شریعت کے پابند، عاجزی اور تواضع کی دولت سے مالا مال یہ ہیں سعودی چیف جسٹس اور سپریم کورٹ کے پریذیڈنٹ جنہیں دیکھ کر خدا یاد آتا اور مل کر ایمان تازہ ہوجاتا ہے۔ ایک ہماری عدلیہ اور اس کے جج ہیں جو ہر روز کلین شیو کرتے ہیں جن کی شکلیں سنت کے نور سے محروم اور اعمال عموماً غیر مومنانہ ہیں۔

امام محمد بن سعود یونیورسٹی المھد القضاء الاسلامی کاوزٹ

سپریم وہائی کورٹ اور قابل احترام ججوں سے ملاقات کے بعد ہمیں الجامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ لے جایا گیا اور جامعہ کے وائس چانسلر ڈاکٹر سلیمان ابا الخیل سے ملاقات ہوئی، الجامعہ کا مختلف حصوں کا تعارف کرایا اتنے میں نماز ظہر کا وقت ہوگیا اور ہم نے جامعہ ہی میں مسجد الملک فہد رحمہ اللہ میں نماز ادا کی ، ماشاء اللہ یہ بہت بڑی مسجد ہے جس میں کم وبیش چالیس ہزار نمازی بیک وقت نماز ادا کرسکتے ہیں۔

ہم مسافر تو عموماً ظہر کے ساتھ عصر بھی جمع کرلیا کرتے تھے۔ نماز کے بعد لیکچر ہال کا وزٹ کرایا گیا پھر چانسلر اور دیگر ڈیپارٹمنٹ کے سربراہوں عزت مآب ڈاکٹر سلیمان ابا الخیل (موصوف پاکستان کے حالات سے اسی طرح واقف ہیں جیسے کوئی گھر کا بندہ ہوتا ہے) پروفیسر عبدالرحمن الدراوردی، پروفیسر مساعد بن محمد العجلان مدیر العلاقۃ العامہ امام محمد بن سعود یونیورسٹی وغیرہم سے ملاقات کرائی گئی۔

وائس چانسلر صاحب نے کہا ہم عملی طور پر شرعیہ کونسل کے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے آپ کی تجاویز کا خیرمقدم کریں گے، آپ جس طالب علم کو ریفر کریں گے اس کو داخلہ میں ترجیح دی جائے گی، آپ کی تجاویز پر غور کیا جائے گا اور عملاً شرعیہ کونسل کو بھرپور رسپانس دیا جائے گا، ان کی باتیں سن کر بڑی خوشی ہوئی۔ دو بجے تک ہم ریاض ہی نہیں سعودی عرب کی سب سے بڑی یونیورسٹی کی علمی فضاؤں میں نہال ہوتے رہے ہمیں رخصت کرتے وقت تحفے دیے گئے۔ وزارۃ العدل کا لوگو، جامعہ کی بلڈنگ کا نقشہ، ایک بریف کیس جس میں کچھ کتب رکھی گئی ہیں، تسبیح، عطر وغیرہ۔ کھانا اپنے مستقر ہی میں تناول کیا گیا۔

اگلے پروگرام کے بارے میں رفقاء کی میٹنگ ہوئی تو مولانا صہیب حسن کا کہنا تھا کہ ریاض کے بہت سے مشائخ وعلماء ہم سب سے فرداً فرداً ملنا چاہتے ہیں ان سب کی طرف سے ضیافت کے پروگرام بھی ہیں اور ہمارے پاس سب کچھ ہے سوائے وقت کے، کیوں نہ ان سب کے ساتھ ایک جگہ محفل جمائی جائے اور سب کے لیے کھانے کا اجتماعی پروگرام ہماری جانب سے کیا جائے اس طرح وقت کی بھی بچت ہوجائے گی اور سب علماء ومشائخ سے ملاقات بھی ہوجائے گی اور مولانا عبدالمالک مجاہد صاحب سے

بھی کل کی بجائے آج ہی مل لیا جائے کیونکہ کل مولانا ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ سے ملاقات ہے اور ان کے ہاں کھانا ہے چنانچہ مجاہد صاحب کو نئے پروگرام سے مطلع کر دیا گیا۔

دارالسلام قرآن و سنت کا اشاعتی ادارہ کا وزٹ

مولانا عبدالمالک مجاہد صاحب سے میری ذاتی ملاقات تو کل ہو چکی تھی لیکن باجماعت ملاقات کا انھوں نے بدھ کو اہتمام کر رکھا تھا کیونکہ وہ مرکزی جمعیت اہلحدیث سعودی عرب کا اجلاس بھی بلانا چاہتے تھے لیکن ہمارے پاس صرف ایک دن باقی تھا اور جمعرات کی شب ہماری لندن روانگی تھی۔ مجاہد صاحب کو اس تبدیلی سے آگاہ کر دیا گیا۔ انھوں نے نہایت خندہ پیشانی سے دعوت دے دی۔ عشاء کے بعد تمام احباب مولانا صہیب حسن، ڈاکٹر خرم بشیر، سید ابوالفاروق، حافظ شفیق الرحمن، برادر یحیی مصری، علی خالد یمنی، حافظ عبدالرحمن عتیق وغیرہم مجاہد صاحب کے مکتبہ دارالسلام پہنچ گئے۔

مجاہد صاحب خود استقبال کے لیے بمعہ احباب کے موجود تھے، انھوں نے اپنا اور اپنے اشاعتی ادارے کا تفصیلی تعارف کرایا۔ مجاہد صاحب نے دارالسلام کے بارے بتایا کہ اٹھائیس سال پہلے اسے بالکل ابتدائی سطح پر شروع کیا گیا تھا اور اس کا مقصد خالص کتاب و سنت اور احادیث رسول ﷺ کی اشاعت تھی۔

ترجمہ معانی القرآن، ابن کثیر، ریاض الصالحین، بلوغ المرام پھر صحاح ستہ ایک جلد میں جیسی ضخیم و مفید کتب شائع کی گئیں ہیں۔ بچوں کے لیے کمپیوٹر پروگرام، بابا سلام وغیرہ بڑی محنت سے مرتب کیے گئے جس کے لیے مجھے غیر ممالک خاص طور پر بار بار چین جانا پڑا۔ اپنی کتب کی اشاعت کے لیے بھی ان گنت ممالک میں گیا ہوں ہماری شائع کردہ کتب کا ایک خاص معیار ہے جس میں کوئی کمپرومائز نہیں کیا جاتا۔ میری اپنی بائیس کتابیں چھپ چکی ہیں۔

دارالسلام ایک معیار کا نام ہے اور الحمد للہ اس وقت دنیا کے بڑے بڑے ممالک میں اس کی شاخیں قائم ہیں ہر مکتبہ میں اس کی شائع کردہ کتابیں پہنچ گئی ہیں۔ میں سعودیہ کے ایک اخبار ''اردو نیوز'' میں ہفتہ وار کالم باقاعدگی سے لکھتا ہوں۔ مجاہد بھائی کے لکھنے کا انداز بھی تو ماشاءاللہ بڑا دلچسپ اور سحر انگیز ہوتا ہے۔

ایک سوال کے جواب میں مجاہد صاحب نے بتایا کہ انٹرنیٹ کی وجہ سے فروخت کا وہ پہلے والا ریشو تو باقی نہیں رہا مگر دارالسلام کی معیاری طباعت ابھی بھی قابل قدر سمجھی جاتی ہے اور اس لیے بھی کہ دارالسلام نے ہر طبقے کے لیے قابل قدر کتابیں شائع کی ہیں۔ پاکستان میں بہت بڑا کمپلیکس بھی زیر تعمیر ہے اور ماہنامہ ضیائے حدیث بھی پابندی سے شائع ہو رہا ہے۔

مجاہد صاحب کے رفقاء میں دو بھائی مولانا عبدالستار گوندل ان کے بھائی ڈاکٹر عبدالقادر جامعہ سلفیہ دور کے ساتھیوں میں سے ایک ہیں۔ عبدالقادر کو غالباً ملک فیصل ایوارڈ بھی مل چکا ہے۔ گھنٹہ بھر گفتگو کے بعد انھوں نے پرتکلف کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا جسے انھوں نے بہت مختصر نوٹس پر بنوایا تھا۔

مجاہد صاحب کی مہمان نوازی تو عرب و عجم کی روایات کی امین ہے، کھانے کے بعد انھوں نے مکتبہ دکھایا۔ سب احباب حسب منشاء کتب مثلاً صحاح ستہ ایک مجلد میں میرے سنہرے سفرنامے، جدید عربی سیکھئے، مسلمان بچے کے سنہرے شب و روز، والدین اطاعت و نافرمانی واقعات کی زبانی، دعاؤں کی قبولیت کے سنہرے واقعات، سنہری دعائیں، رسول اللہ ﷺ کے 200 سنہرے ارشادات۔ وغیرہ یہ کتب انھوں نے ہدیہ کیں

سنہرے سفرنامے کا اکثر حصہ تو میں نے ایک ہی رات میں پڑھ لیا تھا۔ راقم نے اپنی کتابوں ''تفسیر جمال الفرقان اور حسن و جمال کا چاند'' ہدیہ کیں ان کے چار سیٹ لے گیا تھا۔ ایک سیٹ ڈاکٹر لقمان سلفی کو ایک سیٹ مولانا عبدالمالک کو اور دو سیٹ ڈاکٹر عبدالقادر اور عبدالستار گوندل کو ریاض میں دے دیے تھے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH CPL-104
LAHORE

سلف صالحین کے طریق کار کا علمبردار

جامعہ اہلحدیث لاہور

تعارف: جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور الحمدللہ اپنے تعلیمی معیار اور قابل اساتذہ کے لحاظ سے انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس میں 28 قابل اور محنتی اساتذہ کرام تعلیمی فرائض سرانجام دینے پر مامور ہیں۔

قائم کردہ: حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ، خطیب پاکستان حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ، رئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ (تاسیس اول: 1914ء شہر روپڑ ضلع انبالہ۔ تجدید تاسیس: 1947ء لاہور)

شعبہ جات: جامعہ ہذا نو شعبوں پر مشتمل ہے: (1) تحفیظ القرآن الکریم (2) شعبہ تجوید قراءت (3) درس نظامی (4) وفاق المدارس السلفیہ (5) دارالافتاء (6) تصنیف وتالیف (7) فن مناظرہ (8) دعوت والارشاد (9) کمپیوٹر لیب (10) طب اور اس کے ساتھ ساتھ ایف اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست۔

سعودی جامعات میں داخلے کے مواقع: جامعہ اہلحدیث کے طلباء کے لیے سعودی جامعات میں حصول تعلیم کے مواقع

وظائف: ہر ماہ طلباء کے لیے معقول وظائف

سالانہ اخراجات: جامعہ کا سالانہ خرچہ جس میں طلبہ کے قیام وطعام، ادویات، صابون، اساتذہ کرام وملازمین کی تنخواہوں سمیت ایک کروڑ چودہ لاکھ سے تجاوز کر چکا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔

تعمیری منصوبہ: اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر تدریسی ورہائشی بلاک، کچن اور ڈائننگ ہال مکمل ہو چکے ہیں جبکہ مزید دو فلور کی اشد ضرورت ہے جس کا تخمینہ تقریباً 80 لاکھ روپے ہے۔

اپیل: یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے جاری ہیں اس لیے مخیر حضرات بڑھ چڑھ کر تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں۔

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 7-0286-0107066 یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور، پاکستان

منجانب: **حافظ عبدالغفار روپڑی** ناظم اعلیٰ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور 0300-9476230/042-37656730